﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد21 | جمعۃ المبارک24/اکتوبر 2014ء | شمارہ43

30/ذوالحجہ 1435 ہجری قمری ❁ 24/اخاء 1393 ہجری شمسی

امام سے آگے نہ بڑھو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
نماز میں امام سے پہلے کوئی حرکت نہ کرو۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ جب رکوع کرے تو رکوع کرو۔ اور اس سے پہلے سر مت اٹھاؤ۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ائتمام الماموم حدیث نمبر:626)

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ عام مسلمان اور ایک احمدی مسلمان کے عملی نمونوں میں واضح فرق ہونا چاہئے کیونکہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے۔ ہم نے اس روشنی سے حصہ لیا ہے یا حصہ لینے کا دعویٰ کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں روشنی دکھانے کے لئے بھیجا ہے

ہمیں دنیا کے اس نفسانفسی کے دَور میں اپنے آپ کو ہر برائی سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روشنی کی مدد سے بچانے کی ضرورت ہے۔ خراب راستوں سے بچنے کی ضرورت ہے

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمانوں کا زوال راتوں کی دعاؤں کو چھوڑنے اور لہو ولعب میں پڑنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ آجکل بھی لہو ولعب، رات دیر تک مختلف کاموں میں مصروف رہنا، غیر تعمیری کاموں میں مصروف رہنا۔ ٹی وی ہے فلمیں ہیں انٹرنیٹ پر بیٹھنا ہے اور پھر فجر کی نماز پر نہ اٹھنا۔ تہجد تو علیحدہ رہی فجر کی نماز بھی نہیں پڑھتے اور جب فجر کی نماز وقت پر نہیں ادا ہوگی تو یہیں سے پھر زوال بھی شروع ہو جائیں گے۔ پس یہ کوشش ہم میں سے ہر ایک کو کرنی چاہئے کہ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کریں کیونکہ تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ زوال وہیں شروع ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی عبادتوں کی طرف سے توجہ ہٹتی ہے

اس زمانے میں معاشرہ مذہب سے دُور لے جانے میں بڑا کردار ادا کرتا ہے اس لئے یہ دعا بھی ایک مومن کی دعاؤں میں شامل ہونی چاہئے کہ ہمیں کفر اور شیطنت کے جہنم سے بچا۔ ہمیں لامذہبیت کے جہنم سے بچا۔ ہمیں خودسری، جھوٹ اور ظلم کے جہنم سے بچا۔ ہمیں اپنی رضا اور محبت کی دُوری کے جہنم سے بچا

انصاف کا نعرہ لگانا یا چھوٹی سطح پر انصاف کرنا بالکل اور چیز ہے اور مکمل سچائی کے ساتھ مکمل طور پر سچی گواہی دینا بالکل اور چیز ہے۔ ہم دنیا کو روشنی دینے کا دعویٰ لے کر اٹھے ہیں، ہر عورت اور مرد جو احمدی ہونے کا اعلان کرتا ہے اس کا یہی دعویٰ ہے کہ ہم نے دنیا میں سچائی کو قائم کرنا ہے اگر یہ نہیں تو ہمارے دعوے کھوکھلے ہیں

ہم میں سے ہر بچے، ہر بوڑھے، ہر جوان، ہر عورت اور ہر مرد کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ جیسے بھی حالات ہوں ہر حالت میں مَیں نے سچ بولنا ہے۔ خاص طور پر احمدی عورتوں کو سچائی کے قائم کرنے کے لئے ایک مہم چلانی چاہئے کیونکہ عورتوں نے آئندہ نسلوں کی تربیت میں بہت اہم کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔

مختلف معاشرتی برائیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان سے بچنے اور حقیقی معنوں میں عبادالرحمان بننے کے لئے قرآنی آیات کی روشنی میں اہم نصائح

جماعت احمدیہ یوکے کے 48ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 30/اگست 2014ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن میں مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج جو باتیں مَیں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ مَردوں کے لئے بھی اسی طرح ضروری ہیں جس طرح عورتوں کے لئے یا ان باتوں سے یہ احساس پیدا نہ ہو کہ یہ مردوں کے لئے ہیں اس لئے عورتوں کے لئے ان کی اتنی اہمیت نہیں ہے۔ اسلام نے عورت اور مرد جو ایک گھر کی اِکائی ہیں ان دونوں پر ذمہ داری ڈالی ہے کہ اپنے گھروں کا حق ادا کرنے کے لئے اپنی اِکائی کی اہمیت کو سمجھنے اور اس کو معاشرے کا اہم حصہ بنانے کے لئے اپنے فرائض کو سمجھیں۔ آجکل کا معاشرہ سفری سہولیات کی وجہ سے، رسل و رسائل کی سہولت کی وجہ سے، الیکٹرانک میڈیا کی وجہ سے، تعلیم عام ہونے کی وجہ سے اپنے حقوق پر تو بہت زور دیتا ہے اور اتنا زیادہ زور دیتا ہے کہ ضرورت سے زیادہ زور ہے۔ لیکن اس ضرورت سے زیادہ حقوق پر زور دینے کی وجہ سے افراد، مرد ہوں یا عورتیں، اپنے فرائض بھول جاتے ہیں یا انہیں ثانوی حیثیت دیتے ہیں۔ اپنے حق تو انصاف کے حوالے دے کر لینا چاہتے ہیں لیکن دوسروں کے حق دینا نہیں چاہتے۔ یا تھوڑے سے فرائض پورے کر کے یا حق دے کر پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے دوسرے پر بہت بڑا احسان کر دیا ہے۔ اور آجکل کے معاشرے کے فسادوں کی، جو چاہے گھریلو سطح پر ہوں یا ملکی اور بین الاقوامی سطح پر، یہی وجہ ہے کہ اپنے حقوق کو دوسروں کے حقوق پر ترجیح دی جاتی ہے۔ یا دوسروں سے ذمہ داریاں پوری کرنے کی توقع کی جاتی ہے لیکن اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طرف اس شدت سے توجہ نہیں دی جاتی۔ جب ایک مومن جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کرتی ہے، جو قرآن کریم کو آخری شرعی کتاب ماننے کا اعلان کرتے ہیں اور پھر ایک احمدی مرد اور عورت جو اس زمانے کے امام کی بیعت میں بھی آنے کا اقرار کرتے ہیں ایسے مومن کو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تم اپنے حق ادا کرنے کی طرف توجہ کرو۔ اگر تم اپنے ذمہ فرائض اور حقوق ادا کرو گے، اگر معاشرے کا ہر فرد اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی کوشش کرے گا تو تمہارے حقوق خود بخود ادا ہو جائیں گے۔ اور یہ حقوق جو اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے ذمّہ لگائے ہیں دو طرح کے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کے حقوق جن کو حقوق اللہ کہتے ہیں اور ایک اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق جنہیں حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ اور جب یہ دو قسم کے حقوق ان کا حق ادا کرتے ہوئے ادا کرنے والے ہوں۔ حق ادا کرتے ہوئے اس لئے کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ حق ادا کر رہے ہیں لیکن حق ادا نہیں ہو رہا ہوتا بلکہ حق ادا کرنے کی بجائے احسان کا رنگ غالب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو حق ادا کرتے ہوئے حقوق ادا کریں عبادالرحمٰن کہا ہے۔ اس میں عورتیں بھی شامل ہیں اور مرد بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں رحمان کے بندے کہہ کر عبادالرحمٰن کہہ کر اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمانیت کے صدقے تمہیں بیشمار انعامات دیئے ہیں۔ بیشمار خصوصیات کا انسانوں کو حامل

بنایا ہے۔ اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ یہ رحمانیت اس کے احسانوں میں سے بہت بڑا احسان ہے۔ اور یہ رحمانیت بلاتخصیص ہر ایک کو فائدہ پہنچا رہی ہے۔ پس کیا یہ احسان تمہیں اس بات کا احساس نہیں دلاتا کہ تم اس کی بندگی کا حق ادا کرو۔ اس کے بتائے ہوئے طریق پر چلو۔ ایک انسان اپنے تھوڑے سے احسان کے بدلے یا ایک معمولی نیکی کرنے کے بعد یہ چاہتا ہے کہ اس کی تعریف ہو، اس کے کام کو سراہا جائے۔ اکثر ایسے ہیں جو چاہتے ہیں کہ ان کے احسان کا ذکر بھی ہو لیکن اللہ تعالیٰ جو سب احسان کرنے والوں سے زیادہ احسان کرنے والا ہے اس کی شکر گزاری اور اس کی بندگی کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دی جاتی اور پھر اس کا احسان صرف مادی اور ظاہری فوائد کے لئے نہیں۔ ہم صرف یہی نہیں دیکھتے کہ اس کے مادی اور ظاہری فوائد ہمیں حاصل ہو رہے ہیں بلکہ روحانی زندگی میں بھی اس کے احسانوں کے نیچے ہم دبے ہوئے ہیں۔

پس اس بات کا احساس کرنے کی طرف بھی ایک انسان جس کو مومن ہونے کا دعویٰ ہے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمارا مسلمان ہونا، ہمارا اللہ تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب کو ایک مکمل ضابطہ حیات سمجھنا، ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنا ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ صرف ظاہری رنگ میں اور الفاظ میں ہی نہیں بلکہ حقیقت میں ہم رحمان کے بندے بننے کی کوشش کریں۔ ان حقوق و فرائض کو ان تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کریں جن کی اللہ تعالیٰ ہم سے توقع رکھتا ہے، جن کا ہمیں حکم دیتا ہے اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسول بھیجتا ہے تا کہ وہ ہمیں حقیقی رنگ میں رحمان کے بندے بندیاں بنانے کے راستے دکھائیں، تا کہ وہ ہمیں زندگی بخش راستے دکھائیں، تا کہ ہم ان راستوں پر چل کر اپنے فرائض کو ادا کرنے والے بن کر رحمان خدا کے پیار کو حاصل کرنے والے بن جائیں۔

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں شامل ہونے کا دعویٰ تبھی سچ ہوگا جب ہم اپنی زندگیوں کو ایسی نہج پر ڈھالنے کی کوشش کریں گے کہ خدا کے حق بھی ادا کریں اور اس کی مخلوق کے حق بھی ادا کریں اور یہ حق اس صورت میں ادا ہوتے ہیں جب خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کے رسول کی باتوں پر کان دھرا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کے حکم دیئے ہیں ان کی طرف توجہ کریں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کا صرف دعویٰ ہی نہ ہو بلکہ یہ کوشش ہو کہ جس کام کی طرف وہ ہمیں خدا تعالیٰ کے حکم سے بلا رہے ہیں اس طرف ہم چلیں۔

چند جمعہ پہلے مَیں نے قرآن کریم کے اس حکم کی طرف توجہ دلائی تھی کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ۔(الانفال:24) یعنی خدا اور رسول کی آواز کو سنو اور قبول کرو جبکہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے بلائے۔ یہاں مومنوں کو زندہ کرنے کے لئے بلائے کے الفاظ آئے ہیں۔ صحابہ کے زمانے میں قرآن کریم نازل ہوا۔ انہیں یہی حکم تھا اور ہر ایک مسلمان کو بھی یہی حکم ہے کہ روحانی زندگی کی طرف توجہ کرو۔ وہ زندگی جس کی طرف بلایا جا رہا ہے یہ روحانی زندگی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کسی کام کی طرف بلائیں، کسی طرف توجہ دلائیں تو ان باتوں کو غور سے سنو کیونکہ انہی باتوں سے تمہاری روحانی زندگی وابستہ ہے۔ جس روحانی زندگی کے لئے ہم باتیں تو بہت کرتے ہیں، اظہار بھی کرتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو اس روحانی زندگی کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اور وہ کوشش کیا ہے؟ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرنا ہے۔ یہ جسمانی زندگی تو ایک دن ختم ہو جانی ہے۔ ہمیشہ رہنے والی زندگی کے انعامات تو روحانیت کے ساتھ ہی وابستہ ہیں۔

پس حقیقی زندگی کا حاصل کرنے والا تو وہی ہے جو اس ظاہری زندگی میں بھی خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلے اور روحانیت میں ترقی کرے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اپنے پیش نظر رکھے اور پھر اس وجہ سے اس سلسلے کو ہمیشہ کی اخروی زندگی میں بھی خدا تعالیٰ کے انعامات کو حاصل کرنے والا بنائے۔ اور جب یہ انعامات کو حاصل کرنے والا بنائے گا تو یہی وہ مقام ہے جب انسان عبدرحمان بنتا ہے، رحمان خدا کا بندہ بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنے والا بننا ہے تو اس کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔

ایک احمدی عورت اور مرد کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر اس نے یہ عہد کیا ہے کہ میں عبدرحمان بنوں گی اور بنوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے بندے بننا کیا ہے؟ یہ وہی عہد بیعت ہے، یہ وہی شرائط بیعت ہیں جن پر چلنے کا ایک احمدی بیعت کے وقت وعدہ کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی شرائط بیعت میں اتنی جامعیت کے ساتھ ان تمام فرائض کا ذکر فرما دیا ہے جو ایک مومن کو عبدرحمان بناتے ہیں یا جن کی ایک مومن سے توقع کی جاتی ہے کہ ان پر عمل کرنے والا پھر کسی برائی میں مبتلا نہیں ہوتا۔ عبدرحمان بننے کے لئے، خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے سب سے اہم بات ہی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے مقابلے پر ہر چیز کو ہیچ سمجھنا، کم تر سمجھنا۔ اسی لئے آپ نے یہ عہد لیا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ عہد لیا کہ ایک احمدی نے ہر قسم کے شرک سے بچنا ہے چاہے وہ ظاہری شرک ہو یا مخفی شرک ہو۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 563)

فرائض کی بجا آوری میں کمی اس وقت ہوتی ہے یا نیکیاں کرنے میں کمزوریاں اس وقت ظاہر ہوتی ہیں جب انسان سمجھتا ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو میں جھوٹ کا سہارا لے لوں گا۔ اپنی بات کو تھوڑا سا twist کر دوں گا، غلط بیانی کر لوں گا۔ یا اگر اپنے خیال میں جھوٹ نہیں سمجھتے تو یہی سمجھتے ہیں جو حقیقت میں جھوٹ ہی ہے کہ اگر تھوڑی سی بات کو بدلنا پڑے جیسا کہ میں نے کہا تو بدل لوں گا، کیا فرق پڑتا ہے۔ پس یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ایک ایسا گناہ ہے جو پھر دوسرے گناہوں میں مبتلا کرتا چلا جاتا ہے جو نیکیوں کو کھاتا جاتا ہے۔ جو فرائض میں کوتاہی کرواتا ہے اور حقوق غصب کرنے کی طرف مائل کرتا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں اس کو بڑی اہمیت دی ہے۔

اسی طرح بے حیائیوں سے بچنا ہے۔ اس کی طرف بھی بہت توجہ دلائی۔ آجکل کے معاشرے کو آزادی اور تعلیم کے نام پر برباد کیا جا رہا ہے۔ اگر انسان غور کرے، ایک عقلمند انسان غور کرے، وہ انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے فراست دی ہے اور یہ فراست ہی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جس نے احمدیت پر قائم ہونے کی توفیق عطا فرمائی، قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اگر وہ غور کرے تو یہی آزادی اور تعلیم کے نام پر جو بعض باتیں ہیں وہ زندگیوں کو برباد کر رہی ہیں۔ پس آزاد معاشرے میں رہتے ہوئے بڑی شدت سے ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولتے ہوئے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ وہ ظلم نہیں کرے گا۔ خیانت نہیں کرے گا۔ فساد سے بچے گا۔ نفسانی جوشوں سے مغلوب نہیں ہوگا۔ یا پھر اور تفصیلات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی شرائط بیعت میں بیان فرمائی ہیں۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 564-563)

یہ نفسانی جوش ہی ہیں جو گھریلو مسائل کو بھی جنم دیتے ہیں۔ پہلے تعلیم اور آزادی نسواں کا نام دیا جاتا ہے۔ پھر وہ بڑھتے بڑھتے نفسانی جوشوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور پھر ان سے مسائل پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور ہمارے معاشرے میں سب سے پہلے جو مسائل جنم لیتے ہیں وہ گھریلو مسائل ہیں۔ پس اس طرف ہر عورت اور مرد کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

پھر عفو ہے، درگزر ہے، عاجزی، انکساری کا عہد ہے جو ہم نے کیا۔ یہ تمام عہد ہماری شرائط بیعت میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کا بھی عہد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف اگر صحیح رنگ میں کی جائے، اس کے احسانوں کو یاد کیا جائے تو پھر اس کے حکموں پر انسان چلتا ہے۔ پھر عفو، درگزر، عاجزی، انکساری یہ ساری باتیں خود بخود پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ پھر صبر اور حوصلہ دکھانے کا بھی عہد ہے۔ بدعات سے بچنے کا عہد ہے۔ بدرسومات سے بچنے کا عہد ہے۔ اب بدرسومات اور بدعات جو ہیں یہ بھی بعض جگہوں پہ جماعت میں راہ پانے لگ گئی ہیں۔ بعض بہانے تلاش کئے جاتے ہیں۔ بلا وجہ اپنے پر بوجھ ڈال کر بعض لوگ شادیوں بیاہوں پہ بعض خرچ کرتے ہیں۔ جن کو توفیق ہے اگر وہ کرتے ہیں تو وہ کر سکتے ہیں لیکن ان کے دیکھا دیکھی جس کو توفیق نہیں وہ بھی کوشش کرتا ہے کہ دکھاوا کیا جائے۔ جب دکھاوے کی حد آ جائے تو یہ پھر رسم بن جاتی ہے۔ یہ ایسا بوجھ بن جاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ پس اس کے لئے بھی ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں۔

پھر نمازوں کی پابندی، نوافل اور تہجد کی طرف توجہ ہے۔ یہ بھی شرائط بیعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 564) قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرح توجہ دلائی ہے۔ شرائط بیعت کیا ہیں یہ سب چیزیں وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائیں اور جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بار بار یاددہانی کروائی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم عبدرحمان بننا چاہتے ہو، اگر تم حقیقی رنگ میں مومن بننا چاہتے ہو تو پھر یہ بھی حق ادا کرو جو ایک عبادت کا رنگ ہے اور سراسر ظاہری نمازیں نہیں بلکہ اپنی زبانوں کو ذکر الٰہی سے تر رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود بھیجو۔ توبہ اور استغفار کرنے کا عہد ہے۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 564)

غرض کہ آپ کی تمام شرائط بیعت وہ ہیں جن پر چلنے کا ایک احمدی وعدہ کرتے ہوئے احمدیت میں شامل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ روحانی زندگی حاصل کرے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا، رحمان خدا کا، جس کے بے انتہا ہم پر احسان ہیں، حقیقی عبد بننے کی کوشش کرے۔ پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے اور اس بات کی طرف کوشش سے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ رحمان خدا ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اس کے بعض پہلو ان آیات میں بیان ہوئے ہیں جو اجلاس کے شروع میں تلاوت کی گئی تھیں۔ ان میں سے بعض کی وضاحت بھی مَیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تا کہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو ہم میں سے ہر ایک سمجھے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ عام مسلمان اور ایک احمدی مسلمان کے عملی نمونوں میں واضح فرق ہونا چاہئے کیونکہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے۔ ہم نے اس روشنی سے حصہ لیا ہے یا حصہ لینے کا دعویٰ کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں روشنی دکھانے کے لئے بھیجا ہے۔ اور جب روشنی آتی ہے تو اندھیرا دُور ہوتا ہے اور جب اندھیرا دُور ہوتا ہے تو اچھی اور بری چیز واضح ہو کر نظر آنا شروع ہو جاتی ہے۔ راستوں پر چلتے ہوئے خراب راستوں اور صحیح راستوں کی نشاندہی ہو جاتی ہے۔ حسن اور گندگی کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب روحانی روشنی کا انتظام ہوتا ہے تو گناہ اور نیکی کا فرق نکھر کر سامنے آ جاتا ہے۔ پاک دلوں کو روحانی سورج روشن کر دیتا ہے۔ دلوں کے اندھیروں کو دُور کر دیتا ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں آئے ہوئے اس روشنی دکھانے والے اور دلوں کی زمین کو روشن کرنے والے کے ساتھ جڑنے کی ہمیں اس نے توفیق عطا فرمائی ہے۔ اب ہمارا کام ہے کہ اس کے بعد اپنے آپ میں اور ایک عام مسلمان میں واضح فرق کر کے دکھائیں۔ اپنی چھوٹی سے چھوٹی برائی پر بھی نظر رکھیں اور دلوں کو اس روحانی روشنی کے نور سے منور کریں اور یہی حالت ہے جو ہمیں حقیقی مومن بناتی ہے۔ اور ایسے مومنوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ پھر وہ ان کا دوست اور مددگار ہو جاتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔(البقرة:258) کہ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو کر اندھیروں سے روشنیوں کی طرف ایسے مومنوں کو لے جاتی ہے۔ مومن اور غیر مومن میں ایک واضح فرق نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایمان صرف اسلام کا نعرہ لگانے کا نام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دلوں کو روشن کرنے کا نام ہے۔ اور جب یہ حالت پیدا ہو تبھی اللہ تعالیٰ بھی بدیوں کی ظلمت کو نیکیوں کے نور سے بدل کر مومن اور غیر مومن میں تمیز فرما دیتا ہے، فرق ظاہر کر دیتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے جو روحانی روشنی ہمیں عطا کی ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی کا ہی اس زمانے میں ظہور ہے اس کا حقیقی فیض ہمیں اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے کہ مسیح موعود اور مہدی معہود کا آنا میرا آنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ۔(الجمعة:4) کہہ کر مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہی قرار دیا ہے۔ اور مسیح موعود کے ماننے والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی متبعین میں شمار فرمایا ہے۔ پس ایک احمدی کو، عورت کو، مرد کو اپنے آپ کو حقیقی مومن اور عبدرحمان بنانے کی ضرورت ہے، وہ حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو صحابہ نے اپنے اندر پیدا کی۔ اپنے اندر خلافت کے نظام کو جاری رکھنے کے لئے وہ حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو خلفائے راشدین کے زمانے میں خلافت کے حقیقی فرمانبرداروں اور اطاعت گزاروں نے اپنے اندر پیدا کی۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا ان کی اکثریت گو ظاہری طور پر مسلمان ہیں لیکن دین کو چھوڑ کر دنیا کی غفلتوں میں مبتلا ہو گئی ہے۔ دنیا کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی ہے۔ یہ لوگ تو یہ عذر کر سکتے ہیں، گو یہ عذر بھی اللہ تعالیٰ کے قریب قابل قبول نہیں ہے کہ ہمیں ہمارے نام نہاد دین کے علمبرداروں نے مسیح موعود کو ماننے سے روکے رکھا تھا۔ لیکن ایک احمدی کے لئے کوئی بھی عذر نہیں ہے جو اپنی حالت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے حکموں پر چلانے کی کوشش

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 320

مکرم عبدہ بکر محمد بکر صاحب (4)

گزشتہ تین اقساط میں ہم نے مکرم عبدہ بکر صاحب آف مصر کے سفر کا جماعت سے تعارف تک کا حصہ بیان کیا تھا جس کے بعد انہوں نے بیعت سے پہلے استخارہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے بعد وہ بیان کرتے ہیں:

خدا کی قسم یہ سچی جماعت ہے

مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ طریق کے مطابق استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ اپنے ایک رشتہ دار سلفی مولوی کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے ہاتھ کی انگلی اٹھا کر بڑے وثوق سے کچھ کہہ رہا ہوں یہاں تک کہ وہ مولوی میرے سامنے سے غائب ہو جاتا ہے۔ رؤیا میں مجھے معلوم نہ ہوا کہ میں نے اس سلفی مولوی کو کیا کہا تھا جس کی وجہ سے وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔ اگلے روز میں نے استخارہ دُہرایا اور الحاح کے ساتھ یہ دعا کی کہ اے خدایا مجھے کوئی واضح رؤیا دکھا۔ چنانچہ میں نے دوسری رات بھی وہی رؤیا دیکھا لیکن اس رؤیا میں سلفی مولوی کو کہی جانے والی بات اور الفاظ بھی مجھے سنائی دیئے۔ مَیں اسے کہہ رہا تھا کہ خدا کی قسم جماعت احمدیہ سچی جماعت ہے۔ یہ الفاظ میں نے پورے وثوق کے ساتھ تین بار دُہرائے۔ جس کے بعد مجھے انشراح صدر ہو گیا۔

وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ

اس کے بعد مَیں نے انٹرنیٹ پر عربی ویب سائٹ کھولی۔ اس پر سب سے پہلے مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا يَا عَيْنَ فَيْضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ والا نعتیہ قصیدہ پڑھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایسے شعر پڑھ کر میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، خصوصًا جب مَیں نے یہ شعر پڑھا تو میری حالت عجیب ہو گئی:

وَنَبِيُّنَا حَيٌّ وَإِنِّيْ شَاهِدٌ
وَقَدِ اقْتَطَفْتُ قَطَائِفَ اللُّقْيَانِ

وإِنِّيْ شَاهِدٌ کے الفاظ پڑھتے وقت اچانک میری آنکھوں کے سامنے یہ آیت قرآنی آ گئی: {أَفَمَنْ كَانَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰى إِمَامًا وَّرَحْمَةً} (ھود:18) یعنی: کیا جو (یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ربّ کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہے اور اس کے پیچھے اس کا ایک گواہ آنے والا ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بطور امام اور رحمت موجود ہے (وہ جھوٹا ہو سکتا ہے؟)

حضور علیہ السلام کے اس شعر سے وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ کی یہ عجیب تفسیر سامنے آئی کہ آیت قرآنی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس آنے والے کی خبر دی گئی تھی اس نے آپؐ کے زندہ نبی ہونے کی گواہی دینے کے لئے آنا تھا۔ اور اس شعر میں یہی شہادت دی جا رہی تھی۔

اب مجھ سے صبر نہیں ہو رہا تھا۔ لہٰذا مَیں نے فون پکڑا اور ایم ٹی اے پر دیئے جانے والے نمبر پر رابطہ کیا اور بیعت ارسال کر دی۔ جلد ہی میری بیعت قبول ہو گئی اور قبولیتِ بیعت کے دن مارے خوشی کے میرے آنسو نکل آئے اور میں نے دعا کی کہ خدایا! تُو بیعت کے نتیجے میں مجھ پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق عطا فرما۔

إِنِّي مُهِيْنٌ مَنْ أَرَادَ إِهَانَتَكَ

بیعت کے بعد سب سے پہلے میری مخالفت میرے سکول میں شروع ہوئی۔ میرے سکول کے ہیڈ ماسٹر نے احمدیت کی وجہ سے میرے ساتھ تمسخر اور استہزاء کا برتاؤ شروع کیا۔

اس کے ساتھ بات کے دوران جب بھی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' کہتا تو وہ غصہ سے لال پیلا ہو جاتا اور حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے لگتا۔ میں بھی اپنا ردّ عمل دکھاتا اور بار بار علیہ السلام کی بجائے علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتا رہتا، لیکن جب وہ اپنی روش سے باز نہ آتا تو میں وہ جگہ چھوڑ کر چلا جاتا۔ مجھے اس صورتحال سے سخت تکلیف کا سامنا تھا، لیکن مَیں یہی دعا کرتا تھا کہ اے خدا تو خود ہی اس کی زبان کو لگام دے۔ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔ اور وہ اپنے پیاروں کے لئے غیرت رکھتے ہوئے اپنے وعدے بھی پورے کرتا ہے۔ چنانچہ چند ہفتوں کے بعد ہی ہیڈ ماسٹر صاحب کو اچانک جگر کا کینسر ہو گیا اور علاج کے طور پر ان کے جگر کا کچھ حصہ کاٹنا پڑا جس کے بعد ان کی آواز بہت حد تک دھیمی ہو گئی۔ پھر چند ماہ کی تکلیف کے بعد وہ اس جہانِ فانی سے کوچ کر گیا۔

بستی کا اعلانِ عداوت

میرے احمدی ہونے کی خبر میری بستی میں بھی پہنچ گئی۔ اور جیسا کہ لوگوں کی عادت ہے کہ بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ بعض لوگوں نے میرے بارہ میں کہنا شروع کر دیا کہ میں عیسائی ہو گیا ہوں۔ یہ سن کر میرے بھائی نے مجھے فون کیا اور بتایا کہ تمہارے بارہ میں اس طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں جن کی بناء پر بعض متشدد مولویوں نے تمہیں واجب القتل قرار دے دیا ہے۔ اور ایک حضرت نے تو میرے بھائی کو یہ مشورہ بھی دے دیا کہ ہو سکتا ہے کہ تمہارے بھائی کو کوئی اور قتل کر دے اور پھر تم اپنے بھائی کا بدلہ لینے کے لئے اس شخص کو قتل کرنے کی کوشش کرو، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ مولویوں کے فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے یہ ''مذہبی فرض'' تم خود ہی ادا کر دو یعنی خود ہی اپنے بھائی کو قتل کر دو۔ میرے والد صاحب نے بستی کے ایک سلفی مولوی سے کہا کہ کون کہتا ہے کہ میرا بیٹا عیسائی ہو گیا ہے؟ تو اس سلفی نے جواب دیا کہ کاش کہ وہ عیسائی ہو جاتا۔ کیونکہ عیسائیت پھر بھی آسمانی دین ہے، تمہارا بیٹا تو قادیانی ہو گیا ہے اور قادیانیت زمینی لوگوں کے ذہن کی اختراع ہے۔

یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا!

مَیں نے اپنے بھائی سے کہا کہ تم ایم ٹی اے 3 العربیہ دیکھ کر جماعت کے بارہ میں خود فیصلہ کرو۔ چنانچہ اس نے ایم ٹی اے ڈھونڈ کر اس کے پروگرام دیکھنا شروع کر دیئے۔ اور جب اس نے ایم ٹی اے پر تلاوت سنی اور خانہ کعبہ کی تصویر دیکھی تو اس کی سوچ کافی حد تک تبدیل ہو گئی اور وہ میرا دفاع کرنے لگا، لیکن میرا دفاع کرنے کی وجہ سے اسے کافی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ ایک روز وہ والدین کے ہمراہ ایم ٹی اے دیکھ رہا تھا کہ سکرین پر حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھ کر اس نے والد صاحب سے ان کی رائے پوچھی۔ والد صاحب نے غور سے دیکھنے کے بعد کہا: واللہ، یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔

تبلیغی مہمات اور مشکلات

بالآخر مَیں نے قبول احمدیت کے بعد پہلی مرتبہ اپنی بستی کا سفر اختیار کیا۔ وہاں مَیں نے گلی گلی پھر کر ہر سوال کرنے والے کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل بیان کئے۔ بستی میں پندرہ روزہ قیام کے دوران تقریبًا ہر گھر میں احمدیت کا پیغام پہنچ گیا۔ مجھے پتہ چلا تھا کہ میرے علاقے میں ایک احمدی مکرم معروف صابر صاحب رہتے ہیں۔ ایک روز میں ان سے ملنے چلا گیا۔ یہ مصر میں کسی احمدی سے میری پہلی ملاقات تھی۔ مختصر ملاقات میں انہوں نے مجھے جماعت کی بعض کتب دیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں نہایت پُر تاثیر اقتباسات و ابیات تھے۔ میں نے بستی میں آ کر لوگوں کو حضور انور کے یہ اقتباسات اور اشعار پڑھ پڑھ کر سنائے۔ حضور علیہ السلام کے پُر تاثر کلمات کو پڑھتے ہوئے میں جذبات پر قابو نہ رکھ سکتا اور اکثر آبدیدہ ہو جاتا۔ مولویوں کو اس صورتحال سے بہت خطرہ محسوس ہوا لہٰذا انہوں نے پولیس میں میری رپورٹ کر دی کہ گویا میں مذہبی منافرت پھیلا رہا ہوں اور دوسروں کے مذہب اور عقیدہ کو تمسخر کا نشانہ بنا رہا ہوں۔

میں تو چھٹی گزار کے واپس قاہرہ آ گیا لیکن کچھ دنوں کے بعد میرے والد صاحب نے فون پر بتایا کہ اس وقت سی آئی ڈی کا آدمی ہمارے گھر میں ہے۔ میں نے اس سے بات کی اور اختصار کے ساتھ جماعت کا تعارف کروایا۔ اس نے مجھے سی آئی ڈی برانچ میں حاضر ہونے کا کہا۔ میں نے امتحانات کا عذر کیا تو اس نے مجھ سے میرا قاہرہ کا ایڈریس لے لیا۔ یہ بات کسی خطرہ کی گھنٹی سے کم نہ تھی۔ ہمارے ہاں سی آئی ڈی کے ہتھے چڑھنے والا کبھی صحیح وسالم واپس نہیں آتا تھا۔ اس لئے یہ ایک خوفناک خبر تھی۔ جس کی بناء پر مجھے بعض متشدد طبع مخالفین کے دھمکی آمیز فون بھی آئے۔ ان میں سے ایک نے تمسخر کے رنگ میں مجھے کہا کہ اب تم زندگی بھر اپنی بستی میں واپس نہیں آ سکو گے۔ کیونکہ تمہیں یہاں پر آتے ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔ میں نے صابر معروف صاحب سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے۔

سگِ کوچہ

اس واقعہ کے بعد 15 جنوری 2011ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑی دیوار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت بڑی تصویر جھل مل جھل مل کر رہی ہے۔ اس تصویر کے نیچے والے حصہ کا عکس ایک سیڑھی پر پڑ رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہاں پر کچھ سیاہ رنگ کے موٹے تازے کتے ہیں جو سیڑھی پر پڑنے والے تصویر کے عکس پر پاؤں رکھنا چاہتے ہیں۔ میں اس خواب سے جاگا مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر یاد آ رہا تھا:

كِلَابُ الْحَيِّ قَدْ نَبَحُوْا عَلَيْنَا
وَمَا يَدْرُوْنَ حِقْدًا مَا الْعِفَافُ

یعنی محلّہ کے کتّے ہم پر بھونکے ہیں۔ انہیں اپنے حقد کی بناء پر معلوم ہی نہیں کہ پاکیزگی کسے کہتے ہیں۔

میرے اس رؤیا کے دس روز بعد ہی 25 جنوری 2011ء کو مصر میں مظاہرے شروع ہو گئے جن کی شدت میں 28 جنوری کو بہت تیزی آ گئی اور بالآخر اس کا نتیجہ حسنی مبارک کی حکومت کے خاتمہ کی صورت میں نکلا۔ اس تبدیلی کے بعد عوام نے ہمارے علاقہ میں جس بلڈنگ پر سب سے پہلے حملہ کیا وہ سی آئی ڈی کی برانچ کا آفس تھا جہاں مجھے احمدیت کے ''جرم'' میں حاضری کے لئے بلایا گیا تھا۔

زندگی کے خوبصورت لمحات

اس واقعہ کے بعد میرا افراد جماعت کے ساتھ تعارف بڑھتا گیا اور میں نے اپریل 2011ء کے پروگرام الحوار المباشر میں فون کر کے اپنے اس استخارہ اور رؤیا کا ذکر کیا جس کے بعد مجھے بیعت کرنے کی توفیق ملی تھی۔ چند روز کے بعد 29 اپریل 2011ء کا خطبہ جمعہ میرے لئے زندگی کا سب سے بڑا سرپرائز لے کر آیا۔ میں معمول کے مطابق خطبہ جمعہ کا لائیو ترجمہ سن رہا تھا کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبانِ مبارک سے میرا نام لیا گیا۔ آپ نے میرا استخارہ اور اس کے نتیجہ میں رؤیا اور بیعت کا واقعہ بیان فرمایا۔ اچانک یہ سب کچھ سن کر مجھے جس قدر خوشی ہوئی اس کے بارہ میں یہی کہتا ہوں کہ یہ میری زندگی کے خوبصورت ترین لمحات تھے۔

شادی

میری عمر 36 سال ہو چکی تھی۔ دو دفعہ منگنی ہوئی لیکن احمدی ہونے کی وجہ سے ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد جہاں بھی شادی کی بات چلتی، احمدیت کے ذکر کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی۔ میں کسی غیر احمدی لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کا ذکر مکرم فتحی عبد السلام صاحب سے کیا تو انہوں نے مجھے اس بارہ میں خاص توجہ کے ساتھ دعا کرنے کا مشورہ دیا۔

انہی ایام میں میرا تعارف ''الصعید'' کے علاقے کے ایک احمدی ''عز العرب'' صاحب سے ہوا۔ ہمارا اکثر فون پر ہی رابطہ رہتا تھا۔ ایک روز انہوں نے مجھے اپنے علاقے کے دیگر احمدی احباب سے ملنے کی دعوت دی۔ چنانچہ میں چھٹیوں میں وہاں چلا گیا۔ عز العرب صاحب نے مجھے بتایا کہ ان کی ایک بیٹی ہے جو جماعت کی شدید مخالف ہے کیونکہ وہ اپنے چچاؤں کے زیر اثر ہے۔ وہ سب پڑھے لکھے ہیں جبکہ میں اَن پڑھ ہوں اس لئے میری بات کو اہمیت نہیں دیتے اور میرے قبول احمدیت کے اقدام کو جاہلانہ اور مجنونانہ حرکت قرار دیتے ہیں۔

مَیں نے کہا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنے اہل خانہ کو بلائیں اور میں اور آپ مل کر انہیں تبلیغ کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے سب کو بلا لیا اور میں نے ان کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل بیان کئے اور ان کے سوالوں کے جواب دیئے جن سے ان کی کسی قدر تسلی ہو گئی۔ میرے وہاں سے آنے کے ایک ہفتہ کے بعد ''عز العرب'' صاحب نے مجھے فون کر کے بتایا کہ ان کی بیٹی بیعت کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ ان کا بیعت فارم پُر کر کے مرکز میں ارسال کر دیا گیا۔

اس کے بعد مکرم فتحی عبد السلام صاحب سے مشورہ کے بعد جب میں نے عز العرب صاحب سے ان کی اس بیٹی کا رشتہ مانگا تو انہوں نے بخوشی قبول کر لیا۔ اور یوں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے شادی کا بندوبست فرما دیا۔

(باقی آئندہ)

بعض باتیں چھوٹی ہوتی ہیں لیکن نتائج کے لحاظ سے بہت اہم ہوتی ہیں

(انتخاب از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 27 ستمبر 1937ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر اپنے خطاب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات اور آپ کے فرمودہ کلمات کو محفوظ کرنے کی اہمیت اور اس طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''ایک بات جس کی طرف مَیں نے اِس سال جماعت کو خصوصیت سے توجہ دلائی ہے اور وہ اتنی اہم ہے کہ جتنی بار اس کی اہمیت کی طرف جماعت کو متوجہ کیا جائے کم ہے یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات اور آپ کے کلمات صحابہ سے جمع کرائے جائیں۔ ہر شخص جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک چھوٹی سے چھوٹی بات بھی یاد ہو اُس کا اس بات کو چُھپا کر رکھنا اور دوسرے کو نہ بتانا یہ ایک قومی خیانت ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض باتیں چھوٹی ہوتی ہیں مگر کئی چھوٹی باتیں نتائج کے لحاظ سے بہت اہم ہوتی ہیں۔

اب یہ کتنی چھوٹی بات ہے جو حدیثوں میں آتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک دفعہ کدّو پکا تو آپ نے شوق سے شوربہ میں سے کدّو کے ٹکڑے نکال نکال کر کھانے شروع کر دیئے یہاں تک کہ شوربہ میں کدّو کا کوئی ٹکڑا نہ رہا اور آپ نے فرمایا کدّو بڑی اعلیٰ چیز ہے۔ (بخاری کتاب الاطعمة باب من ناول او قدم الی صاحبه علی المائدة شيئا)۔ اب بظاہر یہ کتنی چھوٹی سی بات ہے ممکن ہے کئی احمدی بھی سُن کر کہہ دیں کہ کدّو کے ذکر کی کیا ضرورت تھی۔ مگر اس چھوٹی سی بات سے اسلام کو کتنا بڑا فائدہ پہنچا ہم آج اپنے زمانہ میں ان خرابیوں کا اندازہ نہیں کر سکتے جو مسلمانوں میں رائج ہوئیں مگر ایک زمانہ اسلام پر ایسا آیا ہے جب ہندو تمدن نے مسلمانوں پر اثر ڈالا اور اس اثر کی وجہ سے وہ اس خیال میں مبتلا ہو گئے کہ نیک لوگ وہ ہوتے ہیں جو گندی چیزیں کھائیں اور جب بھی وہ کسی کو عمدہ کھانا کھاتے دیکھتے کہتے یہ بزرگ کس طرح کہلا سکتا ہے جب یہ ایسا عمدہ کھانا کھا رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ایک دفعہ مسجد اقصیٰ میں درس دے کر واپس اپنے گھر تشریف لے جا رہے تھے کہ جب آپ وہاں پہنچے جہاں آجکل نظارتوں کے دفاتر ہیں تو یہاں ایک ڈپٹی صاحب ہوا کرتے تھے جو ریٹائرڈ تھے اور ہندو تھے انہوں نے کسی سے سُن لیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پلاؤ کھاتے اور بادام روغن استعمال کرتے ہیں وہ اُس وقت اپنے مکان کے باہر بیٹھا تھا۔ حضرت خلیفہ اوّل کو دیکھ کر کہنے لگا مولوی صاحب! ایک بات پوچھنی ہے۔ فرمانے لگے کیا؟ وہ کہنے لگا جی بادام روغن اور پلاؤ کھانا جائز ہے؟ حضرت خلیفۂ اوّل نے فرمایا ہمارے مذہب میں یہ چیزیں کھانی جائز ہیں۔ وہ کہنے لگا جی فقیراں نوں بھی جائز ہے؟ یعنی جو بزرگ ہوتے ہیں کیا ان کے لئے بھی ان چیزوں کا کھانا جائز ہے؟ آپ فرمانے لگے ہمارے مذہب میں فقیروں کے لئے بھی یہ چیزیں جائز ہیں۔ وہ کہنے لگا اچھا جی!۔ اور یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ اب دیکھو اس شخص کو بڑا اعتراض یہی سُوجھا کہ حضرت مرزا صاحب مسیح اور مہدی کس طرح ہو سکتے ہیں جب وہ پلاؤ کھاتے اور بادام روغن استعمال کرتے ہیں۔ اگر صحابہ کا بھی ویسا ہی علمی مذاق ہوتا جیسے آجکل احمدیوں کا ہے اور وہ کدّو کا ذکر حدیثوں میں نہ کرتے تو کتنی اہم بات ہاتھ سے جاتی رہتی۔

حدیثوں میں آتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جمعہ کے دن اچھا سا جُبّہ پہن کر مسجد میں آئے۔ (بخاری کتاب الصلوٰة باب الصلوٰة فی الجبة الشامية میں نمازِ جمعہ کی بجائے عام نماز میں جُبہ پہننے کا ذکر) اب اگر کوئی شخص ایسا پیدا ہو جو یہ کہے کہ اچھے کپڑے نہ پہننا فقیروں کی علامت ہے تو ہم اُسے اِس حدیث کا حوالہ دے کر بتا سکتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نہایت تعہّد سے صفائی کرتے اور اعلیٰ اور عمدہ لباس زیبِ تن فرماتے بلکہ آپ صفائی کا اتنا تعہّد رکھتے کہ بعض صوفیاء نے جیسے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی گزرے ہیں یہ طریق اختیار کیا ہوا تھا کہ وہ ہر روز نیا جوڑا کپڑوں کا پہنتے خواہ وہ دُھلا ہوا ہوتا اور خواہ وہ بالکل نیا ہوتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی طبیعت میں چونکہ بہت سادگی تھی اور کام کی کثرت بھی رہتی تھی اس لئے بعض دفعہ جمعہ کے دن آپ کپڑے بدلنا یا غسل کرنا بھول جاتے تھے اور اُنہیں کپڑوں میں جو آپ نے پہنے ہوئے ہوتے تھے جمعہ پڑھنے چلے جاتے تھے۔ مَیں نے جب آپ سے بخاری پڑھنی شروع کی تو ایک دن جب کہ مَیں بخاری لئے آپ کی طرف جا رہا تھا مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھ لیا اور فرمایا کہاں جاتے ہو؟ مَیں نے عرض کیا مولوی صاحب سے بخاری پڑھنے جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایک سوال میری طرف سے بھی مولوی صاحب سے کر دینا اور پوچھنا کہ کہیں بخاری میں یہ بھی آیا ہے کہ جمعہ کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے اور نئے کپڑے پہنتے تھے؟ لیکن اب ہمارے زمانہ میں صوفیت کے یہ معنی کر لئے گئے ہیں کہ انسان پراگندہ رہے گویا اگر اُس کا وزن بنایا جائے تو یُوں بنے گا کہ جتنا گندہ اُتنا ہی خدا کا بندہ۔ حالانکہ انسان جتنا پراگندہ ہو اُتنا ہی خدا تعالیٰ سے دُور ہوتا ہے اسی لئے ہماری شریعت نے بہت سے مواقع پر غسل واجب کیا ہے اور خوشبو لگانے کی ہدایت کی ہے اور بدبودار چیزیں کھا کر مجالس میں آنے کی ممانعت کی ہے۔

غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی سے دنیا فائدہ اٹھاتی چلی آئی اور اٹھاتی چلی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات سے بھی دنیا فائدہ اُٹھائے گی اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو جمع کر دیں۔ ایک نوجوان نے مجھے بتایا کہ مَیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابی ہوں مگر مجھے سوائے اس کے اور کوئی بات یاد نہیں کہ ایک دن جبکہ مَیں چھوٹا سا تھا مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے مصافحہ کیا اور تھوڑی دیر تک میں آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے برابر کھڑا رہا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہاتھ چُھڑا کر کسی اور کام میں مشغول ہو گئے۔ اب بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات ہے مگر بعد میں انہی چھوٹے چھوٹے واقعات سے بڑے بڑے اہم نتائج اخذ کئے جائیں گے۔ مثلاً یہی واقعہ لے لو اِس سے ایک بات تو یہ ثابت ہوگی کہ چھوٹے بچوں کو بھی بزرگوں کی مجالس میں لانا چاہئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں لوگ اپنے بچوں کو بھی آپ کی مجلس میں لاتے۔ ممکن ہے آئندہ کسی زمانہ میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو جائیں جو کہیں کہ بچوں کو بزرگوں کی مجالس میں لانے کا کیا فائدہ ہے ان مجالس میں بڑوں کو شامل ہونا چاہیے۔ کیونکہ جب فلسفہ آتا ہے تو ایسی بہت سی باتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور یہ کہنا شروع کر دیا جاتا ہے کہ بچوں نے کیا کرنا ہے؟ پس جب بھی ایسا خیال پیدا ہو گا یہ روایت ان کے خیال کو باطل کر دے گی اور پھر اس کی مزید تائید اس طرح ہو جائے گی کہ حدیثوں میں لکھا ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بھی صحابہ اپنے بچوں کو لاتے تھے۔ اسی طرح اس روایت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی کام ہو تو اپنا ہاتھ چُھڑا کر کام میں مشغول ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ اس میں یہ ذکر ہے کہ جب اس بچے نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور تھوڑی دیر تک پکڑے رکھا تو آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ کر الگ کر لیا۔ آج یہ بات معمولی دکھائی دیتی ہے لیکن ممکن ہے کسی زمانہ میں لوگ سمجھنے لگ جائیں کہ بزرگ وہ ہوتا ہے جس کا ہاتھ اگر کوئی پکڑے تو پھر وہ چُھڑائے نہیں بلکہ جب تک دوسرا اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ لئے رکھے وہ خاموش کھڑا رہے۔ ایسے زمانہ میں یہ روایت لوگوں کے خیالات کی تردید کر سکتی ہے اور بتا سکتی ہے کہ یہ لغو کام ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی کام کرنا ہو تو محبت سے دوسرے کا ہاتھ الگ کر دینا چاہئے تو اس قسم کے کئی مسائل ہیں جو ان روایات سے پیدا ہو سکتے ہیں۔

آج ہم ان باتوں کی اہمیت نہیں سمجھتے مگر جب احمدی فقہ، احمدی تصوف اور احمدی فلسفہ بنے گا تو اُس وقت یہ معمولی نظر آنے والی باتیں اہم حوالے قرار پائیں گی اور بڑے بڑے فلسفی جب ان واقعات کو پڑھیں گے تو کُود پڑیں گے اور کہیں گے خدا اِس روایت کو بیان کرنے والے کو جزائے خیر دے کہ اس نے ہماری ایک پیچیدہ گُتھی سُلجھا دی۔

یہ ایسا ہی واقعہ ہے جیسے اب ہم حدیثوں میں پڑھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ سجدہ میں گئے تو حضرت حسنؓ جو اُس وقت چھوٹے بچے تھے آپ کی گردن پر لاتیں لٹکا کر بیٹھ گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت تک سر نہ اُٹھایا جب تک کہ وہ خود بخود الگ نہ ہو گئے۔ (نسائی کتاب الصلوٰة باب ادخال الصبیان المساجد (مفهوماً)) اب اگر کوئی اس قسم کی حرکت کرے تو ممکن ہے بعض لوگ اُسے بے دین قرار دے دیں اور کہیں کہ اسے خدا کی عبادت کا خیال نہیں، اپنے بچے کے احساسات کا خیال ہے؟ مگر ایسا شخص جب بھی یہ واقعہ پڑھے گا اُسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کا خیال غلط ہے اور وہ چُپ کر جائے گا۔ گو ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو پھر بھی خاموش نہ رہ سکیں۔ چنانچہ ایک پٹھان کے متعلق کہتے ہیں کہ اُس نے قدوری میں یہ پڑھا کہ حرکتِ صغیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ حدیث پڑھنے لگا تو اس میں ایک حدیث یہ آگئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ جب نماز پڑھی تو اپنے ایک بچہ کو اٹھا لیا۔ جب رکوع اور سجدہ میں جاتے تو اسے اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اٹھا لیتے۔ (بخاری کتاب الصلوٰة باب اذا حمل جارية صغيرة علی عنقه فی الصلوٰة) وہ یہ حدیث پڑھتے ہی کہنے لگا خوہ! محمد صاحب کا نماز ٹوٹ گیا۔ قدوری میں لکھا ہے کہ حرکتِ صغیرہ سے نماز ٹوٹ جاتا ہے۔ گویا شریعت بنانے والا کنز یا قدوری کا مصنّف تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تھے۔ تو ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو باوجود واضح مسئلہ کے اُسے ماننے سے انکار کر دیں۔ مگر ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ پس اس بات کی ہرگز پروا نہیں کرنی چاہئے کہ تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس بات کا علم ہے وہ چھوٹی سی ہے بلکہ خواہ کس قدر چھوٹی بات ہو بتا دینی چاہئے۔ خواہ اتنی ہی بات ہو کہ مَیں نے دیکھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام چلتے چلتے گھاس پر بیٹھ گئے کیونکہ ان باتوں سے بھی بعد میں اہم نتائج اخذ کئے جائیں گے۔

مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ بعض دوستوں سمیت باغ میں گئے اور آپ نے فرمایا آؤ بے دانہ کھائیں۔ چنانچہ بعض دوستوں نے چادر بچھائی اور آپ نے درخت جھڑوائے اور پھر سب ایک جگہ بیٹھ گئے اور انہوں نے بے دانہ کھایا۔ اب کئی لوگ بعد میں ایسے آئیں گے جو کہیں گے کہ نیکی اور تصوف یہی ہے کہ طیب چیزیں نہ کھائی جائیں۔ ایسے آدمیوں کو ہم بتا سکتے ہیں کہ تمہاری یہ بات بالکل غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو بے دانہ جھڑوا کر کھایا تھا۔ یا بعد میں جب بڑے بڑے متکبر حاکم آئیں گے اور وہ دوسروں کے ساتھ اکٹھے بیٹھ کر کچھ کھانے میں ہتک محسوس کریں گے تو ان کے سامنے ہم یہ پیش کر سکیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو بے تکلّفی کے ساتھ اپنے دوستوں سے مل کر کھایا پیا کرتے تھے، تم کون ہو جو اس میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہو۔ تو بعض باتیں گو چھوٹی ہوتی ہیں مگر ان سے آئندہ زمانوں میں بڑے اہم مذہبی سیاسی اور تمدنی مسائل حل ہوتے ہیں۔ پس جن دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل دیکھنے یا آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملا ہو انہیں چاہیے کہ وہ ہر بات خواہ چھوٹی ہو یا بڑی لکھ کر محفوظ کر دیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لباس کی طرز یاد ہے تو وہ بھی لکھ کر بھیج دے اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ اگر آئندہ کسی زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو کہیں کہ ننگے سر رہنا چاہئے تو ان کے خیالات کا ازالہ ہو سکے۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں موجود ہیں اور آپ ہی شارع نبی ہیں مگر اس میں بھی کوئی شُبہ نہیں کہ قریب کے مأمور کی باتیں شارع نبی کی باتوں کی مُصدّق سمجھی جاتی ہیں۔ آجکل یہ کہا جاتا ہے کہ جن فقہ کی باتوں پر امام ابوحنیفہ نے عمل کیا ہے وہ زیادہ صحیح ہیں۔ اسی طرح آئندہ زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جن حدیثوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عمل سے سچا قرار دیا ہے اُنہی کو لوگ سچی حدیثیں سمجھیں گے اور جن حدیثوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضعی قرار دیا ہے ان حدیثوں کو لوگ بھی جھوٹا سمجھیں گے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ باتیں بھی ایسی ہی اہم ہیں جیسے حدیثیں کیونکہ یہ باتیں حدیثوں کا صدق یا کذب معلوم کرنے کا ایک معیار ہوں گی۔ پس چھوٹی سے چھوٹی روایت بھی اگر کسی دوست کو معلوم ہو تو وہ اُسے بتانی چاہئے۔''

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 552 تا 557)

خطبہ جمعہ

میں نے دیکھا ہے کہ مخالف سے مخالف کے سامنے بھی جب احسن رنگ میں اچھے رنگ میں صحیح اسلامی تعلیم پیش کی جائے اور عملی نمونے سے اس کے اظہار کی کوشش بھی کی جائے تو ایک غیر معمولی اثر لوگوں پر پڑتا ہے

آئرلینڈ کے دورہ کے دوران اور مسجد مریم کے افتتاح کی تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کے اسلام احمدیت کے متعلق تأثرات اور آئرلینڈ کے ٹی وی، پریس، الیکٹرانک میڈیا میں دورہ کی وسیع پیمانے پر کوریج کا تذکرہ

ہر لحاظ سے میڈیا نے، ریڈیو نے بھی ٹیلی ویژن نے بھی اخبار نے بھی کوریج دی اور پورے ملک میں یہ خبریں اچھی طرح پھیلیں اور جماعت کا اور اسلام کا تعارف ہوا۔ پس جہاں ہم مسجد بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی حقیقی تعلیم پھیلانے کے غیر معمولی سامان بھی پیدا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی تائیدات ظاہر ہوتی ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ میرے دوروں کو بھی غیر معمولی طور پر برکت بخشتا ہے۔ یہ سب برکات و تائیدات اور تبلیغ اور تعارف کے جو نئے راستے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کے مطابق ہیں جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔ ہماری تو معمولی کوشش ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عنایات ہوتی ہیں جن سے ہر احمدی ایمان وایقان میں مزید مضبوط ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔

مکرمہ ڈاکٹر روبینہ کریم صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر عبدالمنعم صاحب آف آئرلینڈ کی وفات۔ مرحومہ کا ذکر خیر و نماز جنازہ حاضر

مکرم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب کھوسہ ابن مکرم محمد جلال صاحب آف سیٹلائٹ ٹاؤن میرپورخاص کی شہادت۔ مکرمہ الحاجہ سسٹر نعیمہ لطیف صاحبہ اہلیہ مکرم الحاج جلال الدین لطیف صاحب آف زائن، یو ایس اے کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 03 / اکتوبر 2014ء بمطابق 03 اخاء 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اسلامی تعلیم کے رُو سے دینِ اسلام کے حصے صرف دو ہیں۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیم دو بڑے مقاصد پر مشتمل ہے۔ اوّل ایک خدا کو جاننا جیسا کہ وہ فی الواقعہ موجود ہے۔ اور اس سے محبت کرنا اور اس کی سچی اطاعت میں اپنے وجود کو لگانا جیسا کہ شرط اطاعت و محبت ہے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قویٰ کو خرچ کرنا اور بادشاہ سے لے کر ادنیٰ انسان تک جو احسان کرنے والا ہو شکر گزاری اور احسان کے ساتھ معاوضہ کرنا۔‘‘

(تحفۂ قیصریہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 281)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اسلام نے اپنی تعلیم کے دو حصے کئے ہیں۔ اوّل حقوق اللہ۔ دوم حقوق العباد۔ حقّ اللہ یہ ہے کہ اس کو واجب الاطاعت سمجھے۔ اور حقوق العباد یہ ہے کہ خدا کی مخلوق سے ہمدردی کریں۔ یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفت مذہب کی وجہ سے کسی کو دکھ دیں۔‘‘

(لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 281)

اس طرح کے بہت سے ارشادات اور تحریرات ہمیں ہمارے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب اور ملفوظات میں دیئے ہیں اور یہی حقوق اللہ اور حقوق العباد قائم کرنے کی تعلیم ہے جس کی دنیا کو آج ضرورت ہے اور یہی تعلیم ہے جسے ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں تو دنیا حیران رہ جاتی ہے اور جب اسلامی تعلیم کی مزید تفصیل پیش کی جاتی ہے، مزید جزئیات میں جا کر بیان کیا جاتا ہے تو سننے والوں کی حیرانی اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ عام طور پر غیر مسلم دنیا نے تو مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام کے بارے میں یہی باتیں سنی ہیں کہ اسلام شدت پسندی اور حقوق غصب کرنے کا مذہب ہے اور وہ اپنی دلیل کو مسلمان گروہوں کے عملی نمونے پیش کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں جو بدقسمتی سے بعض مسلمان گروہ اور افراد دکھا رہے ہیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جب اسلامی تعلیم کی حقیقت قرآن کریم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے اور خلفائے راشدین اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے نمونے کے حوالے سے پیش کی جائے تو ان پر حقیقت کھلتی ہے۔ اور جب یہ بتایا جائے کہ اس تعلیم کے لاگو کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے اور جماعت احمدیہ اس کا پرچار بھی کرتی ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرتی ہے تو دنیا کی توجہ جماعت کی طرف پیدا ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ مخالف سے مخالف کے سامنے بھی جب احسن رنگ میں، اچھے رنگ میں یہ تعلیم پیش کی جائے اور عملی نمونے سے اس کے اظہار کی کوشش بھی کی جائے تو ایک غیر معمولی اثر لوگوں پر پڑتا ہے۔

بہرحال اس وقت میں اس تعلیم کی تفصیل میں جانے کی بجائے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دنوں جماعت احمدیہ آئرلینڈ کی پہلی باقاعدہ مسجد کا افتتاح تھا۔ آپ سب نے میرا خطبہ بھی وہاں سے سنا ہوگا اور پھر شام کو مہمانوں کے ساتھ، غیروں کے ساتھ ریسیپشن کا جو پروگرام تھا وہ بھی لائیو نشر کیا گیا تھا وہ بھی سنا ہو گا۔ اس میں مَیں نے اس اسلامی تعلیم کے حوالے سے کچھ باتیں کی تھیں اور عموماً غیروں کے سامنے میں اسی حوالے سے بات کیا کرتا ہوں جس کا غیروں پر غیر معمولی اثر بھی ہوتا ہے۔ وہاں گالوے آئرلینڈ میں بھی جو ہمارے مہمان آئے ہوئے تھے ان پر بھی اثر ہوا۔ اس کے علاوہ پریس انٹرویوز اور سیاستدانوں اور پڑھے لکھے طبقے کے ساتھ بھی اسلام کی تعلیم کے حوالے سے باتیں ہوئیں۔ ان پر بھی اثر ہوا جس کا اظہار ہر ایک نے کیا۔ آئرش لوگوں کی یہ خوبی ہے کہ مثبت یا منفی اظہار کھل کر کر دیتے ہیں۔ یا بات اگر پسند نہیں آئی تو پھر خاموش رہتے ہیں، بلاوجہ کی تعریف نہیں کرتے۔

آج میں اس دورہ کے حوالے سے کچھ باتیں، کچھ تأثرات ان لوگوں کے بیان کروں گا جس کو دیکھ کر، سن کر، پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور توفیق ملتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ جماعت کا تعارف اور اسلام کی حقیقی تعلیم پھیلانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔

جب مَیں وہاں آئر لینڈ میں پہنچا ہوں تو اگلے دن جماعت نے پارلیمنٹ ہاؤس میں سپیکر اور بعض پارلیمنٹیرین کے ساتھ ملاقات کا ایک پروگرام رکھا ہوا تھا جو بڑے اچھے ماحول میں ہوا۔ آئر لینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ کے سپیکر سے ملاقات ہوئی۔ بڑے ملنسار اور کھلے دل کے اور انسانی ہمدردی رکھنے والے انسان ہیں۔ انصاف پسند شخصیت ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میرا جماعت سے تعارف ہے اور آپ کی جماعت کے کاموں کو مَیں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اگر چہ یہ جماعت یہاں چھوٹی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی فعّال ہے۔ اپنے حوالے سے انہوں نے افریقہ کی بعض مشکلات اور مسائل کا بتایا کہ مَیں روانڈا میں گیا تھا تو وہاں بھی میں نے دیکھا ہے۔ بہر حال ان سے باتیں ہوئیں اور جماعت افریقن ممالک میں جو خدمت کر رہی ہے اس کے بارے میں ان کو مَیں نے بتایا کہ کس طرح ہم ہسپتال، سکول چلا رہے ہیں۔ غریب لوگوں کو پینے کا پانی مہیا کر رہے ہیں اور دوسرے رفاہی کام جو ہیں وہ کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ بغیر کسی تفریق مذہب وملّت کے ہو رہا ہے۔ جس چیز نے ان کو حیران کیا وہ یہ تھی کہ مَیں نے ان کو جب بتایا کہ ہمارے سکولوں میں مذہبی تعلیم بھی دی جاتی ہے لیکن اس میں آزادی ہے کوئی زبردستی نہیں۔ ہر مذہب کے طلباء اپنے اپنے مذہب کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ بائبل نالج بھی پڑھائی جاتی ہے۔ یہ سن کر سپیکر صاحب نے بڑی حیرانی کا اظہار کیا کیونکہ عیسائی مشن کے جو سکول ہیں وہ زبردستی صرف عیسائیت کی تعلیم دیتے ہیں اور بائبل نالج پڑھاتے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی زبردستی پڑھنی پڑتی ہے۔ تو یہ سن کر کہ اس طرح کی آزادی ہماری طرف سے ہے ان کے لئے یہ بڑی حیرت کی بات تھی۔ پھر خود ہی دہشتگردی کے حوالے سے یہ بھی کہنے لگے کہ بعض جگہ عیسائیوں کی طرف سے بھی ظلم ہوتا ہے لیکن عیسائیت کو کوئی الزام نہیں دیتا۔ اس پر مَیں نے کہا یہی فرق ہے کہ مسلمانوں سے دنیا میں تعصب کا اظہار ہو رہا ہے کہ عیسائیت کی طرف سے اگر کوئی غلطی ہو تو عیسائیت کو بدنام نہیں کیا جاتا لیکن ایک مسلمان اگر کوئی غلطی کرتا ہے یا ظلم کرتا ہے تو اسلامی تعلیم کو بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بہر حال خود ہی یہ ان کا خیال تھا۔ اس لئے انہوں نے بڑی ہاں میں ہاں ملائی۔ اسی طرح پھر بیس کے قریب پارلیمنٹیرین کے ساتھ بھی ملاقات ہوئی۔ وہاں ہمارے ایک ممبر آف پارلیمنٹ ایمن کین (Eamon O'Cuin) ہیں جنہوں نے میرا تعارف بھی کرایا اور اس کے بعد جماعت کے کاموں کی تعریف کی۔ پرانے جماعت کو جانتے ہیں۔ وہاں کچھ سوال بھی ہوئے جہاں میں نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور اس کا سارا تعارف کرایا۔ باقی باتیں بھی ہوئیں۔ یہ سیاستدان سمجھتے ہیں کہ شاید جماعت احمدیہ اپنے آپ کو دوسرے مسلمانوں سے علیحدہ رکھنے کی کوشش کرتی ہے اور اگر کبھی موقع ملے بھی تو ہم بات چیت کرنے کی طرف راغب نہیں ہوتے۔ اسی طرح ایک نے سوال کیا کہ کیا کوئی ایسا موقع کبھی ہوا ہے یا اگر پیدا کیا جائے کہ غیر از جماعت یا غیر احمدی علماء سے یا ان کے لیڈروں سے جو جماعت کے خلاف ہیں بیٹھ کر کسی پلیٹ فارم پر بات کی جائے تو مَیں نے کہا ہم تو ہمیشہ تیار ہیں اور اگر تم لوگ کوئی ایسا پلیٹ فارم مہیا کر سکتے ہو تو ہم وہاں بھی جانے کو تیار ہیں اور مجھے پتا ہے کہ وہ لوگ نہیں آئیں گے۔ گزشتہ دنوں یہاں ہی بی بی سی نے ایک پروگرام کرنا تھا۔ ہمارے ایک نوجوان جو ٹیم کے ممبر ہیں۔ ان کو انہوں نے بلایا کہ تمہارا مؤقف بھی سنیں گے اور دوسرے غیر از جماعت کو بھی بلایا۔ لیکن جب ان کو پتا لگا کہ احمدی وہاں آ رہا ہے تو انہوں نے آنے سے انکار کر دیا تو یہ تو ان کا حال ہے۔ کیونکہ پتا ہے کہ حقیقت ان کے پاس کچھ نہیں اور جو کچھ ہے اس کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے۔ پھر عورتوں کی آزادی کے حوالے سے بات ہوئی۔ ان کو سمجھایا گیا تو ان کی کافی تسلی ہوئی۔ پھر فرقہ واریت کے بارے میں بھی انہوں نے سوال کئے کہ کیوں شیعہ سنی ہیں؟ اس پر میں نے ان کو بتایا کہ جس طرح یہودی اور عیسائی فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اسی طرح اسلام میں بھی ہیں لیکن اسلام کے ان فرقوں کی پیشگوئی تو پہلے سے ہی تھی اور یہی جماعت احمدیہ کی بنیاد کی وجہ ہے کیونکہ آنے والے نے ان سب فرقوں کو اکٹھا کرنا تھا جو کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ بہر حال ان ساری باتوں کا ان پر بڑا اچھا اثر تھا۔ اس میں سے کچھ لوگ وہاں بھی آئے جو مسجد میں جمعہ والے دن ریسپشن ہوئی تھی۔ تقریباً ایک سو سے زائد یہ مہمان تھے جن میں سے پانچ ممبران نیشنل پارلیمنٹ تھے۔ دو سینیٹر تھے۔ سٹی کونسل کے ممبر تھے۔ چیف سپرنٹنڈنٹ گالوے پولیس تھے۔ بشپ گالوے کے نمائندے تھے۔ یہ خود بھی بشپ ہیں۔ کونسلرز، استاد، ڈاکٹر، انجنیئرز اور وکلاء وغیرہ مختلف لوگ آئے ہوئے تھے۔ بہر حال ایک اچھے ماحول میں یہ ریسپشن بھی ہوئی۔

ایک مہمان سیاستدان جان ریبٹ (John Rabbit) ہیں۔ اس فنکشن کے بعد وہ کہتے ہیں کہ ''آج کی تقریب نے مجھے up lift کر دیا ہے۔ میں خلیفۃ المسیح کے خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میرا اسلام کے بارے میں نظریہ یکسر تبدیل ہو گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میرا ایک دوست سعودی عرب میں رہتا ہے وہ مجھے اسلام کے بارے میں جو باتیں بتاتا ہے اس کے برعکس مَیں نے یہاں خوبصورت اسلام کو دیکھا ہے۔ آپ کی باتیں سن کے مجھے پتا لگا کہ اسلام واقعی پرامن، محبت و پیار اور ایک دوسرے کے لئے ہمدردی اور رواداری رکھنے والا مذہب ہے''۔

میں نے مختلف لوگوں کے تھوڑے تھوڑے فقرے لئے ہیں۔ ڈپٹی میئر گالوے کاؤنٹی کا کافی لمبا بیان ہے۔ تھوڑا سا حصہ بیان کر رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ ''مختلف عقائد سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ایک جگہ جمع ہوتے دیکھنا نہایت خوشی کی بات ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ آئر لینڈ اور بالخصوص گالوے شہر اسلام احمدیت کو خوش آمدید کہتا ہے''۔ تو یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے۔ مخالفین بھی، دوسرے مذہب رکھنے والے بھی خوش آمدید کہتے ہیں۔

پھر ڈپٹی سپیکر نیشنل پارلیمنٹ مائیکل پی کِٹ (Michael P. Kitt) نے کہا: ''یہ بڑی خوبصورت تقریب تھی اور میرے پیغام کے بارے میں کہا کہ محبت اور امن کے بارے میں یہ خطاب میرے لئے بہت حوصلہ افزا ہے اور اس خطاب سے پتا چلتا ہے کہ محبت کے پیغام میں کتنی طاقت ہے''۔

پھر ایک مہمان جو تقریب میں آئے، کہتے ہیں کہ ''میں بہت خوش ہوں اور آپ کے محبت اور امن کے پیغام سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں اس پیغام کو اپنے دیگر احباب تک پہنچاؤں گا''۔

پھر ایک مہمان ڈرڈری میک کینا (Deirdre Mc Kenna) کہتے ہیں کہ ''مختلف بیک گراؤنڈ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ایک جگہ متحد دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ کرے کہ آج کی یہ تقریب ہمارے معاشرے میں کشادہ دلی کی روایات کا آغاز کرنے والی ثابت ہو اور آئر لینڈ کے تمام لوگ اس کا حصہ بن جائیں تاکہ ہم باہم مثبت تعلقات استوار کرتے ہوئے زندگی گزارنا سیکھیں اور آئر لینڈ میں ایک بہترین مستقبل کی بنیاد پڑے''۔

تو یہ ہے جماعت کی خوبصورت تعلیم، اسلام کی خوبصورت تعلیم جو جماعت پیش کرتی ہے اور غیروں کو بھی مجبور کرتی ہے کہ وہ اس تعلیم کو اپنانے کی طرف توجہ دیں۔

پھر ایک مہمان نے کہا کہ ''اس میں کوئی شک نہیں کہ آجکل لوگ اسلام سے بہت خوفزدہ ہیں مگر اس تقریب نے ہم سب کو مذہبی برداشت کا درس دیا ہے۔ خلیفہ نے ہمیں اسلام اور قرآن کی محبت اور امن کی تعلیمات سے آگاہ کیا جو ہم سب کے لئے بہت اطمینان بخش تھا۔ آج کی تقریب سے ہم نے بہت کچھ سیکھا ہے''۔

پھر ایک مہمان جینی مکلین (Jenny Mc Clean) میرے خطاب کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''انہوں نے بعض بہت ہی اہم امور کا ذکر کیا اور کہتے ہیں کہ ہر شخص جو خلیفہ کا خطاب سن رہا تھا بہت متاثر دکھائی دیا۔ اور یہ بھی اہم بات تھی کہ خلیفہ نے اپنے خطاب میں مسلمان دنیا میں موجود تضادات کا بھی ذکر کیا''۔ تو یہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کا پتا لگنے کے بارہ میں بہت سارے لوگوں کے کومنٹس (comments) ہیں۔

پھر ایک یہ بھی ہے کہ ''یہ خطاب حکمت سے پُر اور دل کو چھو لینے والا تھا''۔ پھر ایک مہمان خاتون تھیں، کہتی ہیں ''جو امن کا پیغام دیا ہے اور جہاد کی وضاحت کی ہے اس سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں اور مسجد کا نام ہی معاشرے میں ہم آہنگی کو فروغ دے رہا ہے۔ یہاں آکر اسلام کے متعلق مجھے ایک نئی قسم کی آگاہی ہوئی ہے''۔

پھر گالوے کاؤنٹی کے ایک کونسلر ٹام ہیلے (Tom Healy) کہتے ہیں کہ ''اللہ کرے کہ آپ کا پیغام ساری دنیا میں گونجے اور آپ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی سفیر بنیں''۔

تو اس طرح یہ عیسائی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عزت کر رہے ہیں اور اس پیغام کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پہنچانے کی دعا دے رہے ہیں۔

پھر ایک خاتون مہمان جو ایجوکیشن فاؤنڈیشن ڈبلن کی ڈپٹی پرنسپل تھیں، کہتی ہیں کہ ''مجھے مسجد کا یہ نام مریم رکھنا بڑا اچھا لگا۔ اور اس خطاب سے مجھے پتا چلا کہ اسلام میں مریم کا کیا مقام ہے اور قرآن کریم میں حضرت مریم علیہا السلام کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ میرے نزدیک یہ بہت دلکش نکتہ ہے جو ان تمام عیسائیوں کو بتانا چاہئے جو اسلام کے خلاف بولتے ہیں۔ اسلام کے متعلق مجھے اتنا علم نہ تھا لیکن خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر اب مجھ پر اسلام کا انتہائی اچھا تاثر قائم ہو گیا''۔

ایک جرنلسٹ خاتون مسز برتھا (Mrs. Bertha) آئی ہوئی تھیں۔ کہتی ہیں کہ ''آج سے پہلے میں اسلام سے بالکل واقف نہ تھی۔ میں نے آج کا سارا دن مسجد مریم میں گزارا ہے اور خلیفہ کا خطبہ جمعہ اور مسجد

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

مریم کے حوالے سے افتتاحی خطاب سنا ہے۔ میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ احمدی لوگ کس قدر خوش مزاج ہیں"۔ پس یہ نمونے ہیں جو متاثر کرتے ہیں، یہ نمونے بھی ہمیں دکھانے چاہئیں۔

پھر ایک آئرش خاتون کہتی ہیں کہ" اسلام کے متعلق مجھے زیادہ علم نہ تھا مجھے صرف اس حد تک ہی علم تھا جو خبروں میں نظر آتا ہے یعنی خودکش دھماکے اور دہشتگردی۔ لیکن خلیفہ نے جس اسلام کا بتایا ہے وہ تو بالکل مختلف ہے وہ اسلام تو محبت اور امن کا پُرکشش پیغام دیتا ہے"۔

ایک مہمان جو کونسلر بھی ہیں، کہتے ہیں کہ" یہاں آنے سے پہلے مَیں سمجھتا تھا کہ سارے مسلمان ایک ہی طرح کے ہیں۔ بالکل ایسے جس طرح میڈیا میں نظر آتا ہے کہ مسلمان دہشتگردی کر رہے ہیں اور ظلم کر رہے ہیں لیکن خلیفہ کا خطاب سن کر مَیں بہت متاثر ہوا۔ بالخصوص امن کا پیغام اور آپ کا یہ ماٹو دیکھ کر کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ" اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ اس پر عمل بھی کرتی ہے جس کی وہ تبلیغ کرتے ہیں اور دنیا کو آجکل اس پیغام کی سخت ضرورت ہے۔ دنیا کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اسلام میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو صرف اور صرف محبت کا پیغام پھیلاتی ہے"۔ پس جہاں جہاں جب ہم یہ پیغام سنتے ہیں تو خوش نہ ہو جائیں بلکہ اسی طرح ہمارا احساس ذمہ داری بڑھتا چلے جانا چاہئے۔

ایک خاتون کونسلر کہتی ہیں کہ" میرے خیال میں جب ہم اس تقریب میں آئے ہیں تو ہر شخص کچھ نہ کچھ tense ضرور تھا لیکن جب خلیفہ نے اپنے خطاب میں اس بات کا ذکر کر دیا کہ یہاں پر موجود بعض لوگ اسلام کے متعلق خوف و خدشات رکھتے ہوں گے تو جونہی خلیفہ نے اس بات کا اظہار کیا، ہر ایک مطمئن سا ہو گیا اور پھر بڑے آرام سے یہ خطاب سنا"۔

پھر ایک اخباری صحافی کہتے ہیں کہ" یہ خطاب سوچنے پر مجبور کرتا ہے"۔ کہتے ہیں کہ" تقریر میں انہوں نے اسلام احمدیت کی وضاحت کی اور بتایا کہ بعض شدت پسندوں نے اسے بگاڑ دیا ہے۔ خلیفہ نے بڑے عمدہ رنگ میں اسلام کی امن، محبت اور برداشت کا مذہب ہونے کی تعلیم پیش کی اور یہ تقریر مدلل اور واضح تھی۔ یہ بھی سن کر بڑا علم حاصل ہوا"۔ کہتے ہیں" مَیں گزشتہ گیارہ سال سے جماعت کو جانتا ہوں۔ جماعت انٹرفیتھ پروگرامز بھی کرتی ہے"۔ لیکن ان کا یہ خیال تھا کہ شاید وہاں رہنے والے لوگ دکھانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ اصل تعلیم کچھ اور ہے۔ لیکن آج جب مجھے ملے اور سارا کچھ دیکھا تو جماعت کے بارے میں ان کی تسلی مزید بڑھی۔

ایک مہمان تھیں جو آئرلینڈ قومی اسمبلی کی ممبر ہیں۔ پہلے تو شکریہ ادا کرتی ہیں۔ کہتی ہیں" اپنے حلقے میں بہت سے احباب کو جانتی ہوں اور لوکل سطح پر یہ احمدی سارے بڑے فعال ہیں۔ ہمارے معاشرے میں بڑا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جماعت کی خواتین کی تنظیم بھی ہمیں چیریٹی دیتی ہے"۔

بہرحال یہ چیریٹی بھی ہر تنظیم کی طرف سے، جماعت کی طرف سے بھی ان تنظیموں کو دینی چاہئے۔ اس سے بھی تعارف بڑھتا ہے اور تعارف بڑھنے سے پھر تبلیغ کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

پھر گالوے کاؤنٹی کی ایک ڈویژن کے جو پولیس چیف سپرنٹنڈنٹ تھے، وہ کہنے لگے کہ" اس میں شامل ہونا میرے لئے اعزاز کی بات ہے اور مجھے بخوبی علم ہے کہ اسلام احمدیت شدت پسندی پر یقین نہیں رکھتی۔ جو احمدی اسلام ہے جو حقیقی اسلام ہے یہ دوسرے مذہب کو برداشت کرنے کا درس دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جماعت احمدیہ نے اس مسجد کا نام حضرت مریم علیہا السلام کے نام پر رکھا ہے"۔ اور پھر کہتے ہیں کہ" مَیں اس بات پر خوش ہوں کہ آپ نے گالوے شہر کا انتخاب کیا"۔ پھر کہتے ہیں" جماعت احمدیہ کو مَیں بحیثیت پولیس افسر یہ یقین دلاتا ہوں کہ جس تعلیم کا آپ پرچار کر رہے ہیں آپ کو ہر قسم کا تحفظ دیا جائے گا"۔

پاکستان میں یا دوسرے ممالک میں ہماری مسجدوں کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے اور یہ سب کچھ اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ اور عیسائی دنیا اس بات پر فخر کر رہی ہے کہ آپ نے ہمارے شہر میں مسجد بنانے کا انتخاب کیا ہے اور اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہر ایک کو عبادت کا حق ہے۔ انڈونیشیا میں یا پاکستان میں یا بعض جگہوں پر پولیس کی نگرانی میں تشدد کیا جاتا ہے۔ ان ملکوں میں عیسائی دنیا میں پولیس کے افسران کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ کو ہر طرح کا تحفظ دینے کے لئے بھرپور کوشش کریں گے۔ اسلام کے یہ جو بنیادی اخلاق تھے ان کو اصل میں ان لوگوں نے اپنا لیا اور ہماری مسلمانوں کی اکثریت بھولتی جا رہی ہے۔

پھر ایک مہمان سیاستدان ایمن صاحب جو بڑے منجھے ہوئے سیاستدان ہیں۔ 1989ء میں پہلی مرتبہ بطور سینیٹر ان کا انتخاب ہوا۔ منسٹر آف سٹیٹ بھی رہ چکے ہیں۔ پھر 2002ء سے 2010ء تک منسٹر آف کمیونٹی اور Rural افیئرز بھی رہے۔ 2010ء میں منسٹر آف سوشل پروٹیکشن بنے۔ یہ کہتے ہیں کہ" 2010ء میں مجھے سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب میں بھی شمولیت کا موقع ملا اور مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ آج یہ مسجد مکمل ہو گئی اور مَیں افتتاح کے لئے بھی آیا ہوں"۔ اور یہ جماعت کی محبت اور پیار کی تعلیم سے بڑے متاثر ہیں۔

کہتے ہیں کہ" جماعت نے ہمیشہ یہ ثابت کیا ہے کہ یہ جماعت اپنے اعلیٰ مقاصد کے مطابق ہی کام کر رہی ہے۔ اس جماعت نے جس طرح بین المذاہب کانفرنسز کا انعقاد کیا اور مختلف مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا ہے اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں"۔

مسجد کے ساؤنڈ سسٹم کے لئے کمپنی کے مالک مسٹر فنٹن (Mr. Fintan) ایک عیسائی تھے، وہ آئے ہوئے تھے۔ دورے سے پہلے بھی کام کرتے رہے، بعد میں بھی۔ انہوں نے مجھے نمازیں پڑھاتے، جمعہ پڑھاتے بھی دیکھا تو کہتے ہیں کہ" مَیں مذہباً کیتھولک ہوں اور چرچ جاتا ہوں لیکن یہاں آ کر مَیں نے محسوس کیا ہے کہ میری زندگی میں ایک تبدیلی آ رہی ہے۔ مجھے مسجد آ کر ایک سکون محسوس ہو رہا ہے۔ چرچ میں تو مجھے آج تک خدا نہیں ملا لیکن جب سے یہاں مَیں نے خلیفۃ المسیح کو نمازیں پڑھاتے دیکھا ہے تو مجھے یہاں خدا نظر آ رہا ہے۔ مجھے یہاں خدا مل گیا ہے۔ مَیں نے خلیفہ کے ساتھ سجدے کئے ہیں اور دعائیں کی ہیں"۔ اور باقاعدہ وہ ہمارے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ کہتے ہیں" مجھے نماز تو نہیں آتی لیکن جو حرکات تم لوگ کرتے تھے وہی ساتھ ساتھ مَیں کرتا تھا اور سجدے میں جا کے میں نے تم لوگوں کے لئے بہت دعا کی"۔

پھر پریس کے ذریعہ بھی جو کہ تبلیغ کا، اسلام کا پیغام پہنچانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے بھی کافی کام ہوا۔ ان کا ایک ٹی وی TG4 ہے۔ اس میں خبر نشر ہوئی۔ اس میں مجھے خطبہ دیتے ہوئے دکھایا گیا۔ یہ پورے ملک کا چینل ہے اور ایک اندازے کے مطابق تقریباً پانچ ملین لوگ اس کو دیکھتے ہیں یا کہہ لیں پوری آبادی دیکھتی ہے۔ پھر آر ٹی ای ریڈیو چینل ہے۔ آر ٹی وی چینل تو یہاں بھی سکائی پر آتا ہے۔ لیکن یہ ریڈیو ہے۔ ان کے سننے والوں کی تعداد بھی ایک ملین ہے۔ انہوں نے کچھ جمعہ بھی ریکارڈ کیا تھا اور جمعہ کے بعد پھر میرا انٹرویو بھی لیا تھا جس کو انہوں نے اپنے پروگرام میں بغیر کسی ایڈٹ کرنے کے تقریباً اسی طرح دکھا بھی دیا۔ پھر آر ٹی ون کے نمائندے جنہوں نے انٹرویو لیا تھا۔ اسلام کے بارے میں سوال کیا کہ آپ کا نعرہ تو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں ہے اور جو کچھ مسلمان دنیا میں ہو رہا ہے یہ آپ کو فکرمند یا پریشان نہیں کرتا؟ اس پر میں نے ان کو یہی بتایا تھا کہ اسلام تو یہ سکھاتا ہے کہ کسی کا حق نہ مارو، کسی کی حق تلفی نہ کرو، کسی پر زیادتی نہ کرو اور ہم تو اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہیں اور اسی بنیاد پر، اسی تعلیم پر ہمارا یہ ماٹو ہے۔ ہمیں اسلام نے یہ سکھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور جو اللہ ہے وہ ربّ العالمین ہے۔ تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ سب کو پالنے والا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ رحمۃ للعالمین ہیں۔ جب ایک ربّ ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور ایک نبی ہے جو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اسلام کی تعلیم میں کہیں بھی کسی کا حق مارنے اور ظلم کرنے کا ذکر ہو۔ پس یہ سب جھوٹ ہے اور اسلام کی تعلیم کی بنیاد ہی یہ ہے۔ بہرحال اس پر وہ کافی متاثر ہوئے۔ انہوں نے اس کو ریڈیو پر بھی دیا۔

پھر اور زیادتیوں کے بارے میں، طالبان وغیرہ کے بارے میں، ISIS کے بارے میں سوال کرتے رہے۔ میں نے یہی بتایا کہ یہ سب غلط ہے۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ دنیا کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں تو میں نے یہ ہی بتایا کہ دنیا جس تیزی سے فسادات میں ملوث ہو رہی ہے اس میں صرف اسلامی ممالک کا سوال نہیں ہے بلکہ اس میں یورپ کے ممالک بھی شامل ہیں اور اب یہ پلیٹ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اگر صبر اور تحمل کا مظاہرہ نہ کیا، اگر امن کے قیام کی کوششیں صحیح طرح نہ کی گئیں تو ایک بہت بڑی تباہی آئے گی جس کو قابو کرنا مشکل ہو جائے گا اور یہ تباہی تیسری جنگ عظیم ہے۔ اس کا بھی انہوں نے اپنی خبروں میں ذکر کیا۔

اسی طرح انہوں نے ہمارے آئرلینڈ جماعت کے صدر اور مبلغ انچارج کا انٹرویو بھی لیا۔

پھر گالوے ایف ایم ریڈیو ہے اس نے بھی نشر کیا۔ ان کی سننے والوں کی تعداد بھی ایک لاکھ پینتیس ہزار ہے۔

پھر آئرلینڈ کا نیشنل اخبار آئرش ٹائمز ہے۔ اس نے بھی 29 ستمبر کو خبر دی اور تقریباً پونے صفحے کی خبر تھی اور مسجد کی بڑی تصویروں کے ساتھ اور میری تصویر کے ساتھ دی۔ انٹرویو بھی اس نے آ کے لیا تھا۔ انٹرویو کے حوالے سے کچھ quote بھی اس نے بیان کئے۔ اس اخبار کے قارئین جو ہیں ایک لاکھ اکاسی ہزار ہیں اور انٹرنیٹ پر تقریباً چار لاکھ چوراسی ہزار سے زائد لوگ اس کو وزٹ کرتے ہیں، پڑھتے ہیں۔ بہرحال انہوں نے جب انٹرویو لیا کہ کیا فرق ہے؟ کیوں احمدیت قائم ہوئی اور آپ میں اور مسلمانوں میں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

فرق کیا ہے؟ تو اس کو میں نے بتایا کہ جو فرق ہے یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا اور اس زمانے میں پھر مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہو گا۔ مسلمانوں کی مسجدیں آباد تو نمازیوں سے بیشک ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ (الجامع لشعب الایمان جزء3 صفحہ 318-317 فصل قال وینبغی لطالب العلم ان یکون تعلمه...... حدیث نمبر 1763 مکتبۃ الرشد ناشرون 2004ء)

اور حدیث کی رو سے یہ ساری تعلیم جو ہے ان کو بیان کی۔ پھر یہ بھی مَیں نے بتایا کہ صرف یہ باتیں نہیں ہیں کہ خلافت کسی کے کہنے سے قائم ہو جائے یا ریفارمر آ گیا اور اس نے دعویٰ کر دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے نشانات بتائے تھے جس میں سے آسمانی نشانوں میں سے ایک نشان چاند اور سورج کا گرہن بھی تھا۔ (سنن الدارقطنی جزء 2 صفحه 51 کتاب العیدین باب صفة صلاة الخسوف و الکسوف و هیئتهما حدیث 1777 دار الکتب العلمیة بیروت 2003ء)

تو یہ ساری باتیں ان کو بتائیں جو انہوں نے نوٹ بھی کی تھیں۔ کچھ کا شاید ذکر بھی کیا ہے۔ اسی طرح مسجدوں کی آزادی اور تحفظ کے حوالے سے بھی کافی باتیں ہوتی رہیں۔ بہرحال مجموعی طور پر میڈیا نے تقریباً ہر لحاظ سے ریڈیو نے بھی، ٹیلی ویژن نے بھی، اخبار نے بھی کوریج دی اور پورے ملک میں یہ خبریں اچھی طرح پھیلیں اور جماعت کا اور اسلام کا تعارف ہوا۔ پس جہاں ہم مسجد بناتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی حقیقی تعلیم پھیلانے کے غیر معمولی سامان بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائیدات ظاہر ہوتی ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ میرے دوروں کو بھی غیر معمولی طور پر برکت بخشتا ہے۔ یہ سب برکات و تائیدات اور تبلیغ اور تعارف کے جو نئے راستے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کے مطابق ہیں جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔ ہماری تو معمولی کوشش ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عنایات ہوتی ہیں جن سے ہر احمدی ایمان و ایقان میں مزید مضبوط ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

”تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کے چمکانے اور ہمارے اس سلسلہ کی تائید میں اس قدر کثرت کے ساتھ زور دے رہا ہے پھر بھی ان لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔“ فرمایا: ”یہ بھی ایک عادت اللہ ہے کہ مکذبین کی تکذیب خدا تعالیٰ کے نشانات کو کھینچتی ہے“ آپ فرماتے ہیں کہ: ”ایک مخالف نے ایک دفعہ مجھے خط لکھا کہ آپ کی مخالفت میں لوگوں نے کچھ کمی نہیں کی مگر ایک بات کا جواب ہمیں نہیں آتا کہ باوجود اس مخالفت کے آپ ہر بات میں کامیاب ہی ہوتے جاتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 239-238۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یہ سوال ہمیں سمجھ نہیں آیا کہ ہم مخالفت کرتے ہیں اور کامیابی آپ کو ملتی چلی جاتی ہے۔ یہی سوال آج بھی ان لوگوں کا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی تائیدات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہیں اور ان کو یہ دیکھنا نہیں چاہتے۔ ان کے نام نہاد علماء نے ان کی عقل پر ایسے پردے ڈالے ہیں کہ روشنی کے بجائے اندھیروں کی تلاش میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بار بار مشاہدہ کر رہے ہیں لیکن پھر بھی توجہ نہیں۔ یہ جو قدرتی آفات ہیں، یہ مسلمانوں کی قابل رحم حالت ہے، قتل و غارتگری ہے ان کو اس بات کی طرف نہیں لے جاتی کہ سوچیں کہ یہ ہم پر کیا ہو رہا ہے۔ کیا ہم اسلامی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بن رہے ہیں۔ اپنی ان حرکات سے ہم دنیا کو اسلام کی طرف کھینچ رہے ہیں یا متنفر کر رہے ہیں۔

بہرحال اللہ کرے کہ ان نام نہاد علماء اور خود غرض لیڈروں کے چنگل سے یہ مسلمان نکل کر اسلام کی خوبصورت تعلیم پر عمل کرنے اور اس کو پھیلانے والے بنیں اور اس امام کو قبول کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لئے بھیجا ہے۔ ہمارے تو یہ شہید بھی کرتے ہیں۔ ایک شہید ہوتا ہے لیکن اس کے نتیجہ میں کیا ان کو سکون ملتا ہے، ان کے روزانہ نہیں تو کم از کم ہفتے میں سینکڑوں مر رہے ہیں۔ پاکستان میں ہی آپ دیکھ لیں۔ فساد ہے۔ ہر طرف بے چینی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم بھی اپنے فرائض کو پورے طور پر احسن رنگ میں ادا کرنے والے ہوں۔

آج بھی مَیں ایک شہید کا جنازہ پڑھاؤں گا جن کو میر پور خاص میں شہید کیا گیا اور دو اَور جنازے بھی ہیں۔

پہلے تو ایک جنازہ حاضر ڈاکٹر روبینہ کریم صاحبہ کا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سارے جنازے ہوں گے۔ یہ ڈاکٹر عبدالمنعم صاحب (آئرلینڈ) کی اہلیہ تھیں۔ یہ 27 ستمبر کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مکرم محمد کریم قریشی صاحب راولپنڈی کی بیٹی تھیں اور حضرت حافظ محمد امین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ یہ بیاہ کر 2000ء میں آئرلینڈ آئیں۔ یہاں آئرلینڈ میں لمبا عرصہ آپ کو لجنہ کی جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری مال کی خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح 2009ء سے اپنی وفات تک ایسٹ ریجن کی نائب صدر لجنہ مقامی کے فرائض بھی جانفشانی سے انجام دیتی رہیں۔ یہاں مسجد یا سینٹر بھی نہیں تھا تو کئی سال تک جمعہ کا انتظام ان کے گھر میں ہوتا رہا۔ مہمانوں کی تواضع انتہائی خوش اخلاقی سے کیا کرتی تھیں۔ نمازوں کی پابند، دعا گو، ملنسار، خوش مزاج، مہمان نواز، غریب پرور، خدمت خلق کے جذبے سے سرشار، ہر ایک سے حسن اخلاق اور حسن سلوک کرنے والیں صابرہ شاکرہ تھیں۔ چندہ میں باقاعدگی، مالی قربانیوں میں پیش پیش، بڑی مخلص اور نیک تھیں۔ کچھ عرصہ سے علیل چلی آ رہی تھیں۔ کینسر کی ان کو تکلیف تھی لیکن بڑے صبر اور حوصلے سے انہوں نے بیماری کے دن گزارے ہیں۔ کبھی کوئی ناشکری کا کلمہ زبان پر نہیں آنے دیا۔ بڑی ہمت کر کے مجھے بھی ملنے آئی تھیں۔ ان کے چھوٹے بچے ہیں۔ فکر تھی تو صرف یہ کہ میرے یہ بچے اس ماحول میں کہیں خراب نہ ہو جائیں۔ ان کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور ان بچوں کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔ یہ مسجد کے افتتاح میں بیماری کی وجہ سے تو نہیں جا سکیں اور ہفتے کو اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا خاوند کے علاوہ ان کے دو بیٹے ہیں اور دونوں بچے وقف نو ہیں۔

جس شہید کا مَیں نے ذکر کیا ہے یہ مکرم مبشر احمد صاحب کھوسہ ابن مکرم محمد جلال صاحب آف سیٹلائٹ ٹاؤن میر پور خاص ہیں جن کو 22 ستمبر کو ساڑھے سات بجے رات ان کے کلینک میں جہاں یہ ہومیوپیتھک کی بھی اور ڈسپنسری کی بھی پریکٹس کرتے تھے ان کو نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

تفصیلات کے مطابق ڈاکٹر مبشر صاحب ماہی کالونی میر پور خاص سانگھڑ بائی پاس رِنگ روڈ پر واقع اپنی کلینک پر معمول کے مطابق مریض چیک کر رہے تھے۔ خواتین کی طرف سے چیک کر کے مرد حضرات کی طرف آئے اور ابھی کرسی پر نہیں بیٹھے تھے کہ دو نامعلوم افراد موٹر سائیکل پر آئے اور ان میں سے ایک شخص نے کلینک میں داخل ہو کر مکرم مبشر احمد صاحب پر فائرنگ کر دی۔ فائرنگ کے نتیجہ میں پانچ چھ گولیاں شہید مرحوم کے سر اور سینے میں لگیں جس سے موقع پر ہی ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ڈاکٹر صاحب کے خاندان کا تعلق ڈیرہ غازی خان سے تھا۔ 1954ء میں ان کے والد مکرم محمد جلال صاحب نور نگر ضلع عمر کوٹ سندھ شفٹ ہو گئے تھے۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد مکرم محمد جلال صاحب کے ذریعے 1954ء میں ہوا تھا۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ڈاکٹر صاحب شہید کے والد جب احمدی ہوئے تو گھر والوں نے انہیں گھر سے نکال دیا جس پر ان کو مکرم غلام رسول صاحب آف محمد آباد نے پناہ دی اور اپنی بیٹی محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ کے ساتھ شادی کر دی کہ محنتی اور مخلص انسان ہے۔ شادی کے بعد محمد جلال صاحب کنری چلے گئے۔ وہاں انہوں نے آٹا چکی کا کام شروع کیا۔ 1974ء میں مخالفین نے ان کی آٹا چکی کو آگ لگا دی۔ گھر کا سامان لوٹ لیا۔ گھر پر پتھراؤ کیا۔ بہرحال شہید کے والد نے بھی سختیاں دیکھیں۔

یہ شہید 1967ء میں کنری میں پیدا ہوئے تھے۔ میٹرک تک تعلیم محمد آباد ضلع عمر کوٹ میں حاصل کی۔ وہاں جماعت کی زمینیں ہیں۔ اس کے بعد یہ کراچی اپنی نانی کے پاس چلے گئے۔ ایف۔اے پاس کیا۔ پھر ڈی ایچ ایم ایس کا کورس کیا۔ ڈسپنسری کا کورس کیا اور شادی کے بعد پھر 1995ء میں بچوں کی تعلیم کی خاطر میر پور خاص شفٹ ہو گئے۔ کچھ عرصے کے بعد وہاں کلینک کا آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شہید مرحوم کے ہاتھ میں بہت شفا رکھی تھی۔ علاقہ کے وڈیروں اور بعض افراد کے فیملی ڈاکٹر کے طور پر تھے۔ ہومیوپیتھک علاج بھی کرتے تھے۔ تمام لوگوں کو ان کے احمدی ہونے کا علم تھا مگر کبھی کسی نے مخالفت نہیں کی حتی کہ کلینک کے ساتھ غیر از جماعت کی مسجد ہے۔ وہاں کے امام مسجد نے بھی کبھی جماعت کی مخالفت کی کوئی بات نہیں کی بلکہ ڈاکٹر صاحب سے ان کا اچھا سلوک تھا تو وہاں بعض مولوی صاحبان بھی ایسے ہیں جن میں اللہ کے فضل سے شرافت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو مزید ہدایت دے۔ شہید مرحوم شہادت کے وقت سیکرٹری تربیت نومبائعین کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کو کئی تنظیمی اور جماعتی عہدوں پر خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب شہید کی امارت کے دور میں ضلعی عاملہ کے ممبر رہے۔ جو بھی نومبائعین آتے ان کے کھانے کا انتظام کرتے۔ ان کے پاس کرایہ نہ ہوتا تو اپنی جیب سے کرایہ بھی دیتے۔ خدمت خلق کا بڑا شوق تھا۔ کشمیر کا زلزلہ آیا تو میڈیکل ٹیم کے ساتھ وہاں گئے۔ 22 دن تک خدمت کا موقع ملا۔ بہرحال قربانی کے میدان میں صف اول میں سے تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اپنے ساتھیوں اور جماعتی عہدیداران کی دعوت کا اہتمام کرتے تھے۔ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ خلافت سے انتہائی محبت، عشق کا تعلق تھا۔ اطاعت کا غیر معمولی جذبہ رکھتے تھے۔ باجماعت نمازی تھے۔ نفل پڑھنے والے تھے۔ درود پڑھنے والے تھے۔ ہمیشہ نرم لہجے میں بات کرتے۔ ہمیشہ درگزر سے کام لیتے۔ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اور بڑے باوقار اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ سینتالیس سال کی عمر تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور سیکرٹری مال کہتے ہیں اور سیکرٹری وصایا نے بھی بتایا کہ ڈاکٹر صاحب چندہ کی ادائیگی میں ہمیشہ فعال تھے۔ ہمیشہ اپنے بجٹ سے زیادہ اور بروقت چندہ وصیت ادا کیا کرتے تھے۔ اعلیٰ تعلیم بچوں کو دلوانے کا شوق تھا۔ ان کی دو بیٹیاں اس وقت میڈیکل کالج میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ دو بیٹے بھی زیر تعلیم ہیں۔ درود شریف کی، دعاؤں کی میں نے بات کی۔ ان کو پان کھانے کی عادت تھی تو انہوں نے پان کھانے کی عادت اس لئے ترک کر دی کہ جب ہر وقت، درود شریف پڑھنا ہو،

زیادہ ورد کرنا ہوتو پان جو ہے اس میں روک بنتا ہے۔ ان کے چھوٹے بھائی محمد بلال نے شہادت سے چند روز قبل ایک خواب میں دیکھا کہ ان کے بھائی ایک چھت پر مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب صدیقی شہید کے ساتھ ایک طرف کونے میں کھڑے ہیں اور باقی لوگ دوسری طرف کھڑے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب شہید کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ تمام بہن بھائیوں میں یہ اونچے مقام پر کھڑے ہیں۔ شہید مرحوم کے لواحقین میں والد مکرم جلال احمد صاحب اور والدہ مریم صدیقہ صاحبہ کے علاوہ اہلیہ محمودہ بیگم، دو بیٹیاں عزیزہ مدیحہ بلوچ جو اسداللہ رند صاحب مربی سلسلہ کراچی کی اہلیہ ہیں۔ یہ کراچی میں میڈیکل کی تعلیم بھی حاصل کر رہی ہیں۔ اور عزیزہ ناجیہ نگار، اکیس سال، یہ بھی حیدرآباد میڈیکل کالج میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ دو بیٹے ہیں۔ اٹھارہ سال کا ایک بیٹا ہے ایف ایس سی کی ہے اور اب آگے مزید انٹری ٹیسٹ کی تیاری کر رہا ہے۔ ایک بیٹا پندرہ سال کی عمر کا ہے۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو، بیوی کو، والدین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور بچوں کا حامی و ناصر ہو اور جو خواہشات یہ اپنے بچوں کے بارے میں رکھتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو پورا فرمائے۔

مبشر صاحب شہید کے بارے میں عطاء الوحید باجوہ صاحب جو جامعہ ربوہ میں پڑھاتے ہیں کہتے ہیں کہ میرا تعلق بھی میرپور خاص سے ہے۔ وہاں ہمارا گھر مکرم ڈاکٹر صاحب کے گھر کے قریب ہی ہے۔ اس وجہ سے ڈاکٹر صاحب کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ بہت خوش مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ ہر ایک سے مسکرا کر بات کرتے۔ کسی مجلس میں بیٹھے ہوتے تو فوراً اس کا حصہ بن جاتے اور اپنے دلچسپ انداز گفتگو سے محفل کو کشت زعفران بنا دیتے۔ تمام واقفین زندگی اور خاص طور پر مربیان سلسلہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ موسم گرما میں جب بھی میں میرپور خاص جاتا تو مسجد میں آپ سے ملاقات ہوتی اور بحیثیت واقف زندگی بڑی عاجزی اور انکساری سے ملتے حالانکہ عمر میں میرے سے بڑے تھے لیکن مربی ہونے کی وجہ سے اتنا احترام کرتے کہ مجھے اس پر شرمندگی محسوس ہوتی۔ چہرے پر غصہ، تنگ نظری کے آثار کبھی نہیں دیکھے۔ ہمیشہ مسکراتے اور بارونق چہرے کے ساتھ ملتے۔ علاقے کے لوگ بھی حیران ہیں کہ کس وجہ سے شہید کیا گیا ہے؟ ایک ہمدرد انسان تھے۔ خدمت انسانیت کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ لوگوں کی طرف سے اس بات کا برملا اظہار آپ کی شہادت کے موقع پر بھی ہوا۔ کہتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے بچوں میں بڑا حوصلہ ہے۔ میں نے بیٹے سے افسوس کیا۔ میرا خیال تھا کہ مجھے اچھی طرح جانتا ہے تو شاید جذباتی نہ ہو جائے لیکن بالکل نہیں رویا، کوئی جذباتی نہیں ہوا اور مجھے کہنے لگا کہ مربی صاحب! میرپور خاص کی دو شہادتیں ہو گئیں۔

سابق صدر لجنہ بیان کرتی ہیں کہ شہادت کے موقع پر غیر از جماعت بھی افسوس کے لئے آئے۔ دو غیر از جماعت عورتیں تعزیت کے لئے آئیں۔ ان کا تعلق اس علاقے سے تھا جہاں ان کا کلینک تھا۔ کہتی ہیں ہم بھی ڈاکٹر صاحب سے دوائی لیا کرتی تھیں۔ کہتی ہیں ایک دفعہ ایک غریب عورت ڈاکٹر صاحب کے پاس دوائی لینے کے لئے آئی۔ آپ نے اسے دوائی دی اور کچھ پرہیز بتایا۔ اس پر اس عورت نے بادل نخواستہ کہا۔ اچھا۔ اس کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ایسا نہیں کرے گی کیونکہ وہ غریب تھی بیچاری تو مبشر صاحب شہید فوراً سمجھ گئے۔ اور اسے فیس بھی واپس کر دی اور کچھ رقم بھی دی اور کہا کہ لو ان پیسوں سے تم نے یہ چیزیں لینی ہیں۔ علاج مکمل کرنا خوراک کا خیال رکھنا۔ ان عورتوں نے کہا کہ آپ لوگ جو انسانیت کی خدمت کرتے ہیں تو یہ غیر از جماعت، یہ احمدیوں کے مخالفین، آپ لوگوں کو ہی چُن چُن کر مارتے ہیں۔

بہرحال ان کا خیال ہے کہ یہ ظالمانہ اور درندگی سے بھری ہوئی حرکات سے وہ ہمارے ایمان کو کچھ کمزور کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد کئی خط مجھے آئے ہیں کہ ہم اپنے ایمان پر قائم ہیں اور کوئی فکر کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک شہید کے بدلے ہزاروں احمدی عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ہے۔ بہرحال ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان میں احمدیوں کو ہر لحاظ سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ ان کے بھائی بھی لکھتے ہیں کہ بڑے حکمت سے سارے خاندان کے کام سلجھانے والے تھے۔ اور تمام خاندان والے ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ اپنے بہن بھائیوں کا خیال رکھنا ان کی تعلیم کا خیال رکھنا۔ ایک بہن کے کچھ مالی مسائل تھے۔ ان کے خاوند کو کسی وجہ سے جیل جانا پڑ گیا۔ بچوں کا بڑا خیال رکھا۔ نومبائعین کی خدمت میں ہر وقت مصروف رہنے والے تھے۔

تیسرا جنازہ جو ہے الحاجہ سسٹر نعیمہ لطیف صاحبہ کا ہے۔ یہ مکرم الحاج جلال الدین لطیف صاحب صدر جماعت زائن اور نائب صدر انصاراللہ یو ایس اے کی اہلیہ تھیں۔ کچھ عرصہ سے کافی زیادہ بیمار تھیں۔ 23/ستمبر 2014ء کو نماز ظہر کی تیاری کر رہی تھیں تو اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سسٹر نعیمہ لطیف 21/مئی 1939ء کو ایک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ آپ نے ویسٹ ورجینیا یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر کے امریکن آرمی کے شعبہ میڈیکل میں رضاکارانہ طور پر کام شروع کیا۔ جنگ کے دوران زخمی ہونے والے فوجیوں کی دیکھ بھال کا کام کیا۔ معاشرے میں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والی، قانون کی پاسدار اور امن پسند خاتون تھیں۔ 1974ء میں احمدیت قبول کی اور خود مطالعہ کر کے بڑی تیزی سے ایمان و اخلاص میں ترقی کی۔ یہاں تک کہ یوکے کے جلسہ سالانہ 2000ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے ملاقات ہوئی تو حضور نے ان کو فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے جیسے آپ پیدائشی احمدی مسلمان ہیں۔ سسٹر نعیمہ نے اپنی زندگی میں کبھی نماز جمعہ نہیں چھوڑی۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہونے والی تھیں۔ رمضان کے روزے کبھی نہیں چھوڑے۔ اس کے علاوہ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے باقاعدگی سے ہفتہ وار نفلی روزے بھی رکھتی تھیں۔ اعتکاف میں بیٹھنے کا بھی انہیں موقع ملتا رہا۔ خدمت خلق کے کاموں میں پیش پیش تھیں۔ ضعیف کمزور لوگوں کو جو خود مسجد نہیں پہنچ سکتے تھے۔ انہیں باقاعدگی سے سواری مہیا کرتیں۔ 2002ء میں اپنے خاوند اور جماعت امریکہ کے بڑے وفد کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔ اپنے بچوں کو جمعہ کی نماز میں شامل کرنے کے لئے سکول سے چھٹی کرواتی تھیں۔ اپنے گھر میں فجر کی نماز کے بعد سارے خاندان کو تلاوت قرآن پاک کی عادت ڈالی۔ مغرب کی نماز جو گھر میں باجماعت ادا ہوتی تو ان کے بچوں کے ساتھ محلے کے بچے بھی شامل ہو جایا کرتے تھے۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتیں۔ جب بھی کوئی زیور آپ کے میاں کی طرف سے تحفہ ملتا تو مساجد کے لئے چندے میں دے دیتیں۔ عمر کے آخری حصے میں اپنے خاوند کو کہا کہ آپ نے جو تحفہ دینا ہوتا ہے وہ میں مسجد فنڈ میں دے دیتی ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ تحائف خریدنے کے بجائے براہ راست میری طرف سے یہ رقم مسجد فنڈ میں دے دیا کریں۔ اخلاص سے بھری ہوئی ایسی خواتین بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عطا فرمائی ہیں۔ بہت منکسر المزاج تھیں۔ غیبت سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ آپ کی موجودگی میں اگر کوئی عورت کسی دوسری عورت کے متعلق منفی رنگ میں بات کرتی تو بلاتردد کہہ دیا کرتی تھیں کہ میں کسی کا گوشت کھانا نہیں چاہتی۔ چنانچہ کسی کو آپ کے سامنے غیبت کرنے کی جرأت نہ تھی۔ کاش کہ یہ عادت نہ صرف عورتوں میں بلکہ مردوں میں بھی پیدا ہو جائے تو بہت قسم کے جھگڑے جو ہیں فساد جو ہیں رنجشیں جو ہیں وہ ہماری جماعت میں سے دور ہو جایا کریں۔

خلافت اور خلیفہ وقت سے عشق کی حد تک پیار تھا اور خلیفہ وقت کی اطاعت کو اولین ترجیح دیتیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے امریکہ کے دورے کے دوران ایک یونیورسٹی میں پردے کی اہمیت پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خطاب سن کر اسی وقت حجاب لے لیا اور اس زمانہ میں اپنے علاقہ میں واحد خاتون تھیں جو اسلامی پردے میں نظر آتی تھیں۔ دعا کے لئے باقاعدہ لکھا کرتی تھیں۔ بڑا تعلق رکھنے والی تھیں۔ یہاں بھی جلسوں پہ آئی ہیں۔ کئی دفعہ مجھے ملتی رہیں۔ بڑا اخلاص اور وفا کا ان کا تعلق تھا۔ نیشنل سیکرٹری وقف جدید، صدر لجنہ نارتھ جرسی جماعت اور یو ایس کی نیشنل رشتہ ناطہ ٹیم کی ممبر کے طور پر ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ ان کے پسماندگان میں خاوند مکرم جلال الدین لطیف صاحب کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ تمام بچے سلسلہ کے کاموں میں حصہ لینے والے اور جماعتی عہدوں پر فائز ہیں۔ پورا خاندان ہی اللہ کے فضل سے انتہائی وفا کا تعلق رکھنے والا ہے۔ جلال صاحب خود بھی، بچے بھی خدمت کرنے والے ہیں۔ ان کی بیٹی تو میرے خیال میں سب سے زیادہ اخلاص و وفا میں بڑھی ہوئی ہے۔ ہر سال یہاں جلسے پہ آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان سے پیار اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان کے خاوند اور بچوں کو بھی حوصلہ دے اور صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیشہ ان کی مشکلات دُور فرمائے۔

ایک جنازہ کیونکہ حاضر بھی ہے اس لئے نماز جمعہ کے بعد مَیں باہر جا کے نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔ احباب یہیں مسجد میں ہی صفیں درست کر کے نماز پڑھیں۔

......☆......☆......☆......☆......☆......

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

بقیہ: خطاب حضور انور۔ از صفحہ نمبر 2

نہیں کرتا۔ جو اپنی زندگی میں پاک تبدیلی پیدا نہیں کرتا۔ جو روشنی میں ہوتے ہوئے روشنی کو قبول کرنے کے بعد پھر اس خیال میں رہتا ہے کہ رات کی تاریکی ہے اس لئے ہمیں اچھے برے کی تمیز کا پتا نہیں چلا تو وہ غلط ہے۔ وہ سمجھ لے کہ وہ صرف زبانی کلامی باتیں کر رہا ہے دل سے اس نے روشنی کو نہیں مانا اور نہ اس نے اپنی صحیح آنکھوں سے اس روشنی کو دیکھا ہے۔ غیروں کے پاس تو اللہ تعالیٰ کے حکم ذِکْر یعنی نصیحت کر پر عمل کروانے والا کوئی نظام نہیں ہے۔ ہمارے پاس تو یہ نظام موجود ہے۔ پس ہمارے پاس کسی بھی صورت میں کوئی عذر نہیں ہے۔ ہمیں دنیا کے اس نفسا نفسی کے دَور میں اپنے آپ کو ہر برائی سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روشنی کی مدد سے بچانے کی ضرورت ہے۔ خراب راستوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔ صحیح راستوں پر چلنے کی ضرورت ہے۔ ایک مومن کی یہ خصوصیت ہے اور ہونی چاہئے کہ وہ روشنی سے حقیقی فیض پانے کے لئے ظاہری راتوں کو بھی روشن بنائے تا کہ ان گناہوں سے بچے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ راستہ دکھایا ہے اور فرمایا ہے کہ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (الفرقان:65) کہ رحمان کے بندے راتوں میں دعاؤں اور گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کو جذب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمانوں کا زوال راتوں کی دعاؤں کو چھوڑنے اور لہو و لعب میں پڑنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ آجکل بھی لہو ولعب، رات دیر تک مختلف کاموں میں مصروف رہنا، غیر تعمیری کاموں میں مصروف رہنا۔ ٹی وی ہے فلمیں ہیں انٹرنیٹ پر بیٹھنا ہے اور پھر فجر کی نماز پر نہ اٹھنا۔ تہجد تو علیحدہ رہی فجر کی نماز بھی نہیں پڑھتے اور جب فجر کی نماز وقت پر نہیں ادا ہوگی تو یہیں سے پھر زوال بھی شروع ہو جائیں گے۔ پس یہ کوشش ہم میں سے ہر ایک کو کرنی چاہئے کہ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کریں کیونکہ تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ زوال وہیں شروع ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی عبادتوں کی طرف سے توجہ ہٹتی ہے۔ مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نرالا وعدہ نہیں تھا، مشروط وعدہ تھا کہ راتوں کو زندہ کرو گے، اپنی عبادتوں کو زندہ رکھو گے، وقت پر جس طرح حکم ہے عبادتیں کرو گے تو تبھی تمہاری ترقیاں بھی ہیں۔ نہیں تو پھر وہی زوال شروع ہو جائے گا اور دین سے ہٹتے چلے جاؤ گے۔

پس جب ہم اپنی زندگیوں کو اس طرح ڈھالیں گے، جب ہم اس طرح کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے حقیقی اور شکر گزار بندوں میں شمار ہوں گے۔ ہم اپنے قول وفعل سے یہ اظہار کر رہے ہوں گے کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان لیا ہے۔ اس لئے یہ پاک تبدیلیاں ہم میں پیدا ہوئی ہیں یا ہو رہی ہیں یا اس کے لئے ہم اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں۔ پس ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم احمدیت قبول کرنے کے بعد نصیحت حاصل کرنے والوں میں بھی بنیں اور شکر گزاروں میں بھی بنیں اور ہماری یہ حالت پھر دوسروں کو بھی روشنی دکھانے والی بنے گی۔

لجنہ کی رپورٹس میں، خدام الاحمدیہ کی رپورٹس میں، انصار اللہ کی رپورٹس میں، جماعت کی رپورٹس میں یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ ہم نے تبلیغ کی، تبلیغی سٹالز لگائے پمفلٹ تقسیم کئے یا دوسرے پروگرام دیئے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن اس کا حقیقی فائدہ تبھی ہوگا، آپ کی بات سن کر احمدیت میں شامل ہونے والے تبھی اپنی حالت میں حقیقی تبدیلی پیدا کر سکیں گے جب ہم خود اپنے دین کی تعلیم کا اپنے پر عملی اظہار کر رہے ہوں گے۔ جب ہم خود بھی ساتھ ساتھ اپنی کمزوریاں دُور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی شکر گزاری کر رہے ہوں گے کہ وہ ہمیں توفیق دے رہا ہے کہ ہم کمزوریاں دُور کریں۔ اس بات پر شکر کر رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال ہو رہی ہے۔ جہاں وہ ہماری تبلیغ کو پھل لگا رہا ہے وہاں ہمیں اپنی راتوں کو روشن کر کے دعاؤں کی توفیق بھی دے رہا ہے اور ہمیں اپنے اندر اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی توفیق بھی عطا فرما رہا ہے۔

اور جب ایک شخص، چاہے وہ عورت ہے یا مرد ایسا عبد رحمان بنتا ہے یا بننے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسا بننے والے کا ایک بہت بڑا وصف یہ ہے کہ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا (الفرقان:64) کہ وہ عاجزی کا نمونہ ہوتے ہیں اور زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔ پس عاجزی ایک بہت بڑا وصف ہے۔ ایک مومن کا، ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے اور یہ ضروری ہے۔ اس کے لئے وہ اپنے جائزے لے کہ کس حد تک ہم میں یہ خوبی ہے۔ بعض دفعہ بعض باتیں سامنے آتی ہیں کہ بعض نئے شامل ہونے والے اس لئے پیچھے ہٹ جاتے ہیں کہ پرانے احمدیوں یا عہدیداروں کے نمونے عاجزی کے بجائے تکبر پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ گو ان پیچھے ہٹنے والوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ انہوں نے زمانے کے امام کو حق سمجھ کر مانا ہے تو پھر ایمان میں ترقی کی کوشش ہونی چاہئے، نہ کہ کسی وجہ سے ان کو ٹھوکر لگے۔ کسی شخص کے نمونے کو دیکھ کر ٹھوکر نہیں لگنی چاہئے۔ لیکن ایسے نمونے دکھانے والے بھی ان کے اس گناہ میں غیر محسوس طور پر وجہ بن رہے ہوتے ہیں۔ پس ایک مومن کا کام ہے کہ روشنی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کسی کو اندھیرے میں بھٹکنے کے لئے چھوڑنے کی بجائے راستے دکھانے کی کوشش کرے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ عاجزی دکھانا بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک اہم حکم ہے۔ پس اس کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مَردوں میں تکبر زیادہ ہے اور عورتوں میں کم ہے یا مَردوں میں کم ہے اور عورتوں میں زیادہ ہے۔ کبھی کبھی عہدیداروں کے معاملے میں بھی مَیں نے دیکھا ہے، وجہ مختلف ہو جاتی ہے، لیکن عام طور پر تجربے میں یہی آیا ہے کہ جب اختیار ملتا ہے تو تکبر اور نخوت عورتوں میں بھی بہت زیادہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا (الفرقان:64) فرما کر ایک پیشگوئی بھی فرمائی ہے کہ تمہیں ایسا اقتدار بھی ملے گا جو ایک فاتح اور غالب کو ملتا ہے۔ جب تم غالب آؤ گے اور یقیناً یہ جماعت احمدیہ کا مقدر ہے اور تقدیر ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وعدہ ہے کہ غالب آنا ہے۔ (ماخوذ از تذکرہ صفحہ 48 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ) جب غالب آؤ گے تو اس وقت بھی تمہارے اندر عاجزی ہونی چاہئے۔ پس مومنانہ صفات پیدا کرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے اختیارات پر تو بالکل ہی تکبر نہیں پیدا ہونا چاہئے۔

پھر روشنی سے فیض پا کر روشنی پھیلانے والے رحمان خدا کی بندگی کا حق ادا کرنے والوں کی یہ نشانی بھی ہے یا ان کو یہ حکم ہے کہ یہ حالت تمہارے اندر پیدا ہوگی تو تم رحمان خدا کے بندے ہو گے ورنہ نہیں اور وہ یہ ہے کہ وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان:64) اور جب جاہل لوگ، لڑاکے اور بداخلاق لوگ جو ہیں وہ اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ اپنی حرکتوں سے جوش دلا کر کوئی جھگڑا اور فساد پیدا کریں، ان سے جب تمہیں واسطہ پڑتا ہے تو وہاں طیش میں آ کر اسی طرح اوچھے ہتھیار سے جواب دینے کی بجائے ایک عبد رحمان، ایک مومن بندی اور بندہ یہ کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو۔ ہم تو تمہارے لئے بھی امن اور سکون چاہتے ہیں۔ یہی ہتھیار ہے جو ایک مومن کی کامیابی کا راز ہے۔ کیونکہ ظلم وزیادتی کا نرمی اور عقل سے جواب دینا ماحول میں بہت سے دوسرے لوگوں کو روشنی دکھانے کا باعث بن جاتا ہے۔ پس اس طرف ہمیشہ نظر رکھنی چاہئے کہ ذرا ذرا سی بات پر جھگڑے پیدا نہ کریں۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا کہ غلبہ ملنا ہے۔ جب غلبہ مل جائے تب بھی ایک حقیقی عبد رحمان جاہلوں کی جہالت آمیز باتوں کو خاطر میں نہیں لاتا اور سلامتی ہی مانگتا ہے۔

اب قرآن کریم کے اس حکم کو آجکل کے مسلمان سربراہوں اور حکومتوں سے مقابلہ کر لیں تو صاف پتا چل جاتا ہے کہ یہ لوگ وہ نہیں ہیں جو عبد رحمان ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ تو یہ بتاتا ہے کہ یہودی نے سختی سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا تو آپ نے بڑے پیار سے اور آرام سے جواب دیا۔ (الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد 13 صفحہ 521 فصل فی احسان قضاء الدین حدیث نمبر 10717 مکتبۃ الرشد ناشرون سعودی عرب 2004ء) پس جہالت کا جہالت سے جواب دینا دنیا میں کہیں بھی پسند نہیں کیا جاتا لیکن دنیا والے اس پر عمل نہیں کرتے اور کسی مومن کے لئے تو کسی بھی صورت میں یہ قابل برداشت نہیں ہے کہ تکبر کا اظہار کرے۔ یہ مومن کی شان ہی نہیں کہ وہ کبھی تکبر کا اظہار کرے۔ اگر اس بات کو ہم سمجھ لیں تو ہمارے بہت سے گھریلو مسائل بھی حل ہو جائیں۔ خاوند بیوی کے جھگڑوں میں بھی بعض اوقات چند دن بعد اور بعض دفعہ بچے ہونے کے بعد بھی جو مسائل پیدا ہوتے ہیں، گھر ٹوٹتے ہیں، ان کی بڑی وجہ جہالت سے ترکی بہ ترکی جواب دینا ہی ہے۔ ایک نے ایک بات کہی، دوسرے نے آگے سے دو کہیں اور یہی وجہ ہے جو بےصبری ہے اور جاہلانہ حرکات ہیں جن کی وجہ سے رشتے بھی ٹوٹتے ہیں۔ قرآن کریم کے احکامات جہاں وسیع معاشرے کے لئے روشنی دکھانے والے ہیں، اسی طرح ہر چھوٹی سے چھوٹی سطح پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔ اگر ہر انسان ان کو سمجھ لے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے تو گھر کی اِکائی سے لے کر معاشرے کی اِکائی تک ایک مومنہ اور مومن امن کے پیامبر بن جاتے ہیں۔ سلامتی بکھیرنے والے بن جاتے ہیں۔ پس اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک دوسرے کو جواب دینا اور اپنا حق سمجھنا کہ میں صحیح ہوں، تکبر اور جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جہالت صرف اس سے دُور نہیں ہوتی کہ آپ نے ڈگری حاصل کر لی، تعلیم حاصل کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اعمال صالحہ بجا لاؤ۔ یعنی ایسے اعمال جو صحیح وقت پر ادا ہو رہے ہوں۔ جہاں ایسے جھگڑے شروع ہوں وہاں انسان کی تعلیم کا تقاضا اور عقل کا تقاضا یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک فرد خاموش ہو جائے تا کہ جھگڑے مزید طول نہ پکڑیں۔ اگر یہ چیز نہیں ہے تو چاہے وہ کوئی ڈاکٹر ہے، کوئی پی ایچ ڈی ہے یا ڈگری ہولڈر ہے، جو مرضی پڑھا لکھا ہو وہ جاہل ہے۔ پس اس جہالت سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ یہ باتیں اس زندگی کو جہنم بناتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا بھی مورد بناتی ہیں۔ پس اس کا علاج بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو۔ دعا کرو، استغفار کرو، لاحول پڑھو، ذکر الٰہی کرو۔

پس ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اور یہ دعا کرنے کی ضرورت ہے کہ اے خدا! ہمیں جہالت اور کم علمی کے جہنم سے بچا۔ ہمیں دنیا داری اور ہوس پرستی کے جہنم سے بچا۔ ہمیں اپنی آئندہ نسلوں کی خرابی کے جہنم سے بچا۔ جب خاوند بیوی لڑ رہے ہوں تو اپنے بچوں کو بھی ظاہری جہنم میں مبتلا کر رہے ہوتے ہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ اس لڑائی کی وجہ سے بچے بگڑ کر ایسے کاموں میں ملوّث ہو جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوتے ہیں۔ میرے سامنے کئی ایسے معاملے آتے ہیں کہ بچے پریشان ہیں، پڑھائی میں کمزور ہیں، صحت اچھی نہیں ہے اور جب ذرا کریدو اور پتا کرو تو پتا چلتا ہے کہ گھر کا ماحول، ماں باپ کے جھگڑے بچوں پر منفی اثر ڈال رہے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا اس زمانے میں معاشرہ مذہب سے دُور لے جانے میں بڑا کردار ادا کرتا ہے اس لئے یہ دعا بھی ایک مومن کی دعاؤں میں شامل ہونی چاہئے کہ ہمیں کفر اور شیطنت کے جہنم سے بچا۔ ہمیں لامذہبیت کے جہنم سے بچا۔ ہمیں خودسری، جھوٹ اور ظلم کے جہنم سے بچا۔ ہمیں اپنی رضا اور محبت کی دُوری کے جہنم سے بچا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب اس کے حکموں پر عمل کیا جائے کیونکہ ان برائیوں کا عارضی پیدا ہونا یا مستقل پیدا ہونا ہماری تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

کسی کو یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ مجھ میں یہ برائیاں نہیں ہیں اس لئے مجھے ان دعاؤں کی ضرورت نہیں ہے۔ ان برائیوں سے خود بچنے اور آئندہ نسلوں کو بچانے کے لئے بھی یہ دعائیں ضروری ہیں اور دوسروں کے حقوق کی باریکی میں جا کر ہمیشہ ادائیگی کرتے چلے جانے کے لئے بھی ان دعاؤں کی ضرورت ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو دم غافل ہوا وہ کافر ہوا۔ اور جب یہ حالت پیدا ہوتی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے غفلت برتنا شروع کر دے تو پھر رحمان خدا سے دُوری پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

مَیں نے ابھی کہا کہ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ کے جہنم سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ اس بارے میں۔ ان آیات میں ہی فرماتا ہے کہ رحمان کے بندوں کی یہ بھی نشانی ہے کہ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ (الفرقان: 73) کہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ ہر حالت میں ان کے منہ سے سچ اور صداقت کے الفاظ نکلتے ہیں۔ یہ کتنی اعلیٰ بات ہے کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا اور یہ گواہی دی کہ آنے والا صادق اور خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا ہے لیکن کیا اس سچائی کو قبول کرنے اور سچی گواہی سے ہمارا مقصد پورا ہو گیا۔ ہاں ایک حصہ تو پورا ہو گیا لیکن ایک بڑا حصہ اس وقت پورا ہوگا جب ہمارے قول وفعل میں کوئی تضاد نہیں ہوگا۔ سچ قبول کرنے کے بعد سچ ہمارے ہر عضو سے ظاہر ہو رہا ہوگا۔ معاشرے میں ہماری سچائی ایک پہچان بن جائے گی۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ توحید کے بعد سب سے بڑی نیکی جس کی ادائیگی کرنا اور اس کو صحیح طور پر نبھانا بڑا مشکل کام جو انسان کو پیش آ سکتا ہے وہ سچائی ہے۔ ہزاروں انسانوں میں رحم کا جذبہ بھی ہوتا ہے۔ عموماً انصاف کرنے والے بھی ہوتے ہیں لیکن مکمل سچائی کے اظہار اور ہر حال میں سچی گواہی دینے کے لئے بسا اوقات اکثر لوگ تیار نہیں ہوتے۔ یہاں یورپ میں پڑھے لکھے لوگوں میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے ایسے ہیں جو انصاف اور رحم کی آوازیں تو بلند کرتے ہیں لیکن اپنے متعلق تو ایک طرف رہا اپنے عزیزوں کے بارے میں بھی سچی گواہی دینی پڑے تو ٹال مٹول کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ بعض موقع پر اپنے ہم قوموں کے بارے میں بھی نہیں دے سکتے۔ آج دنیا کے جھگڑوں کی بنیاد اسی سچائی کی کمی کی وجہ سے ہے یا اسی سچائی کا فقدان ہے۔ انصاف کا نعرہ لگانا یا چھوٹی سطح پر انصاف کرنا بالکل اور چیز ہے اور مکمل سچائی کے ساتھ مکمل طور پر

سچی گواہی دینا بالکل اور چیز ہے۔ اگر دنیا اس بات کو سمجھ لے تو جو اس وقت دنیا کے حالات کی وجہ سے خوفزدہ ہیں ان کے خوف دُور ہو جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو رحمان خدا کے بندے ہیں یا بندے کہلاتے ہیں اس کا دعویٰ کرتے ہیں وہ حقوق کے قائم کرنے اور ادا کرنے کے لئے کبھی سچی گواہی کو نہیں چھپاتے۔ ہم دنیا کو روشنی دینے کا دعویٰ لے کر اٹھے ہیں، ہر عورت اور مرد جو احمدی ہونے کا اعلان کرتا ہے اس کا یہی دعویٰ ہے کہ ہم نے دنیا میں سچائی کو قائم کرنا ہے اگر یہ نہیں تو ہمارے دعوے کھوکھلے ہیں۔ ہم اس لئے نہیں پیدا کئے گئے یا جماعت میں اس لئے شامل نہیں ہوئے کہ ہم نے صرف دنیاوی ڈگریوں میں اعلیٰ پوزیشنیں حاصل کرنی ہیں یا ہم نے دولت سمیٹنے کی طرف بھرپور کوشش کرنی ہے۔ یا ہمارا مقابلہ یہ ہے کہ فیشن میں کون ترقی کرتا ہے بلکہ ہم نے سچائی کو پھیلانا ہے۔ سچائی کو ماننا ہے تو سچائی کو پھیلانے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اگر یہ نہیں ہوگا تو پھر ہمارے دعوے بھی کھوکھلے ہیں۔ زمانے کے امام کو ماننا تو ایک طرف رہا۔ سچی گواہی کو چھوڑ کر ہم خدا پر ایمان سے بھی دُور ہٹ رہے ہوں گے۔ کیونکہ ہم جھوٹ بولیں گے اور سچائی کو چھپائیں گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہماری نظر میں خدا تعالیٰ کی کوئی قدر نہیں رہی یا ہم خدا تعالیٰ کی بادشاہت کے بجائے شیطان کی بادشاہت قائم کرنے میں مددگار بن رہے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ توحید کے بعد سچی گواہی ایک انتہائی اہم چیز ہے اسے ہم سب کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ پس ہم میں سے ہر بچے، ہر بوڑھے، ہر جوان، ہر عورت اور ہر مرد کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ جیسے بھی حالات ہوں ہر حالت میں مَیں نے سچ بولنا ہے۔ خاص طور پر احمدی عورتوں کو سچائی کے قائم کرنے کے لئے ایک مہم چلانی چاہئے کیونکہ عورتوں نے آئندہ نسلوں کی تربیت میں بہت اہم کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاص طور پر عورتوں سے یہ عہد لیا کرتے تھے جس کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے کہ کسی پر جھوٹا الزام نہیں لگائیں گی۔

(صحیح البخاری کتاب تفسیر القرآن، سورۃ الحشر باب اذا جاءک المؤمنات یبایعنک حدیث 4895)

یہ ضروری نہیں کہ ہر عورت میں ہی برائی پائی جاتی ہو کہ وہ جھوٹے الزام اور اتہام لگاتی ہے اور مرد اس گناہ سے پاک ہیں۔ میرے سامنے بہت سی ایسی مثالیں بھی ہیں کہ عورت سچائی سے کام لے رہی ہے اور مرد جو ہیں وہ غلط اور جھوٹی گواہی دیتے اور الزام لگاتے ہیں۔ یہاں عورتوں پر اس جھوٹ کی برائی سے بچنے کا خاص طور پر زور دیا گیا ہے اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ بعض قوموں میں اُس زمانے میں اور اب بھی ہے اور بعض علاقوں کی عورتوں میں تربیت کی کمی کی وجہ سے یہ بیماری بہت عام ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر جھوٹ بول دیتی ہیں۔ معمولی غلط بیانی کو سمجھتی ہیں کہ یہ جھوٹ نہیں حالانکہ معمولی سی غلط بیانی بھی جھوٹ ہے۔ یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ غلط بیانی کی جا رہی ہے۔ دوسرے جیسا کہ میں نے کہا کہ عورت کا معاشرے کی تربیت میں بہت بڑا کردار ہے۔ اس کی گود سے بچے پل کر آگے معاشرے کی ذمہ داریاں اٹھانے والے ہوتے ہیں۔ جب بچہ یہ دیکھے کہ میری ماں اکثر غلط بیانی سے کام لے رہی ہے۔ گھر میں چاہے خاوند کے ڈر سے ہی یہ واقعات ہو رہے ہوں۔ سچائی کچھ ہو اور بیان کچھ اور کیا جا رہا ہو اور بچے کے علم میں ہو کہ حقیقت کیا ہے تو بچوں پر پھر سچ کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ سچ کی اہمیت ختم ہو جائے تو پھر جیسا کہ مَیں نے کہا کہ خدا تعالیٰ پر ایمان بھی ختم ہو جاتا ہے اور یہی بہت بڑی وجہ آجکل کے زمانے میں بھی بن رہی ہے کہ سچائی کا فقدان ہے اور بچوں کو سمجھ نہیں آتی کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔ اس لئے کچھ باہر کے معاشرے کا اثر ہے کچھ گھریلو ماحول کا بھی اثر ہے بعض جگہوں پر بہت سے ایسے بھی ہیں کہ بچے پھر دین سے ہٹ جاتے ہیں۔ پھر نسلیں برباد ہو جاتی ہیں۔

یہاں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر سچی بات کو ضرور بیان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی بعض باتیں بیان کرنے سے انسان کو روکا ہے کیونکہ بعض ایسے سچ ہوتے ہیں جن سے برائیاں پھیلتی ہیں اور معاشرے کا امن برباد ہوتا ہے۔ پس جن لوگوں کو یہ عادت ہوتی ہے، چاہے وہ عورتیں ہیں یا مرد کہ اگر کسی کی کوئی برائی دیکھی تو ادھر ادھر بیان کر دی۔ اور پھر جب پوچھو تو یہ کہتے ہیں کہ جھوٹ نہیں بولا۔ ٹھیک ہے جھوٹ نہیں بولا لیکن اس طرح کی غیبتیں اور چغلیاں کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ سچ بات کہنے کے باوجود ایسے لوگ پھر خود بھی گناہ میں مبتلا ہو رہے ہوتے ہیں اور معاشرے کے امن کو بھی برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ مَیں نے کہا کسی کے نقائص بیان کرنا یہ غیبت ہے جس سے خدا تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اور پھر اس طرح کھلے عام برائی بیان کرنے سے برائی کے نقصانات کی اہمیت بھی اکثر ختم ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فحشاء کو چھپانے کا بھی حکم دیا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک کا گند ظاہر کیا جائے اور آجکل کے معاشرے میں مغربی معاشرے میں بے حیائیاں اسی لئے پھیل رہی ہیں۔ گناہ کی نیکی اور گناہ کی تعریف اسلئے بالکل ختم ہو چکی ہے کہ ہر برائی کو آزادی کے نام پر کھلے عام کیا جاتا ہے کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا یہی سچ ہے جس سے دنیا کا فساد پیدا ہوتا ہے۔ کسی کے متعلق بات کی جاتی ہے جب اسے پتا چلے تو پھر آگے سے غصے میں فساد پیدا کرتا ہے۔ جھگڑتا ہے اور لڑائیوں اور جھگڑوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

ایسے معاملات بھی میرے سامنے آئے ہیں کہ ایک لڑکی بیاہ کر سسرال گئی تو سسرال کی باتیں اور کمزوریاں اور ایسی باتیں جو لڑکی کے ماں باپ کے بارے میں سسرال میں ہوئیں اپنے ماں باپ کو آ کر بتا دیں۔ اپنے ماں باپ کی کمزوریاں اور باتیں سسرال میں کر دیں۔ اپنی طرف سے یہ اظہار کرنے کے لئے کہ مَیں کتنی سادہ اور سچی ہوں۔ یا بیوقوفی کی وجہ سے ایسی حرکتیں ہو گئیں اور پھر لڑکے اور لڑکی کے خاندانوں میں ناچاقیاں اور لڑائیاں شروع ہو گئیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یا تو شادی ٹوٹ گئی یا دونوں خاندانوں میں سالوں تک رنجشوں اور الزام تراشی کا سلسلہ چلتا رہا بلکہ تعلقات ہی ختم ہو گئے۔ ایسے بھی لوگ ہیں، ایسے خاوند ہیں جنہوں نے کہا کہ اگر تم نے اپنے ماں باپ سے تعلق رکھا تو پھر ہمارا تمہارے سے کوئی تعلق نہیں، مَیں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ اور ایسی بیٹیاں بھی ہیں جنہوں نے اس وجہ سے مجبور ہو کر پھر دس دس سال سے اپنے ماں باپ کی شکل نہیں دیکھی۔ پس یہ ظلم اس لئے ہوتے ہیں کہ معمولی سی بات کو ظلم اور برائی نہیں سمجھا جاتا اور اپنی طرف سے بڑا سچائی کا اظہار کیا جا رہا ہوتا ہے۔ ہاں اگر نظام جماعت کا نظام اور کوئی بھی اصلاح کرنے والا ادارہ کسی گواہی کے لئے بلائے تو وہاں کسی بھی لحاظ کے بغیر سچی گواہی کو چھپانا نہیں چاہئے بلکہ اس کو دینا چاہئے۔

پس ایک مومن مرد اور عورت کی ہر بات میں یہ غرض ہونی چاہئے کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق زندگی بسر کرنی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان:73) یعنی عبادالرحمٰن کسی بھی دنیوی عزت کی وجہ سے یا دنیوی لذات کی وجہ سے متاثر ہو کر ان باتوں اور ان لذتوں میں شامل نہیں ہوتے بلکہ پہلو بچاتے ہوئے ایسی جگہوں سے ایسی مجلسوں سے جہاں صرف دنیاوی لذات ہوں گزر جاتے ہیں۔ پس لغویات میں ہر وہ چیز آتی ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ سے دُور کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے واضح احکامات پر عمل میں روک بنتی ہے۔ چاہے وہ ناچ گانا ہے چاہے وہ ہوٹلوں میں بیٹھ کر فن کے نام پر شیشے کا استعمال ہے یا حقے کا استعمال ہے۔ مختلف ملکوں میں مختلف نام لئے جاتے ہیں۔ یا لڑکوں اور لڑکیوں کی مشترکہ مجالس ہیں اور دوستیاں ہیں جو پھر بعد میں دوسری برائیوں میں ملوث کر دیتی ہیں۔ چاہے یہ انٹرنیٹ پر راتوں کو بیٹھ کر نماز کے وقت کے لئے اٹھنے میں سستی دکھانا ہے یا انٹرنیٹ پر چیٹنگ (chatting) اور فیس بک (facebook) کا غلط استعمال ہے۔ اور چاہے یہ پھر عورتوں میں بیٹھ کر صرف دنیا داری کی باتیں کرنا ہے۔ اپنے زیوروں اور جوڑوں کو بنانے اور سلوانے کی باتوں میں مشغول رہنا ہے یا کسی کے بارے میں اس ٹوہ میں رہنا ہے کہ اس کے خاوند کے ساتھ کیسے تعلقات ہیں۔ اس کا خاوند کیا کماتا ہے۔ فلاں کے گھر میں فلاں وقت میں کون آیا تھا۔ یہ سب لغویات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب باتوں سے منع فرمایا ہے اور فرمایا رحمان خدا کے بندوں کے یہ عمل نہیں ہوتے بلکہ ان کے دن اور رات عبادتوں میں اور ذکر الٰہی میں گزرتے ہیں۔

پس عام دنیاوی امور میں مصروف رہتے وقت بھی ہمیں ہر وقت یہ خیال رہنا چاہئے کہ میرا دنیاوی معاملات میں مصروف رہنا بھی مجھ میں کبھی یہ احساس پیدا نہ کرے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی نظروں سے اوجھل ہو گیا ہوں بلکہ ہر وقت یہ احساس رہے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور جب یہ احساس ہو تو جہاں اللہ تعالیٰ کا خوف رہے گا، غلط کاموں سے انسان بچے گا وہاں بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی پھر نظر رہے گی۔ ہم اس طرف توجہ رکھیں گے اور توجہ دینی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے سارے احکامات بیان کر دیئے ہیں وہ بھی ہمیں کرنے چاہئیں۔ ان کو تلاش کرنا چاہئے کہ کون کون سے اس نے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور وہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیان کر دیئے ہیں جن سے ہمیں بچنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر جس کا مَیں کل خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران: 111) یعنی تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے فائدے کے لئے پیدا کیا گیا ہے جو نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، بڑی جامعیت سے اس میں ہماری ذمہ داریاں ہمیں بتا دی ہیں۔ اگر یہ باتیں ہم اپنے سامنے رکھیں تو تمام قسم کی نیکیوں پر عمل کرنے کی ہماری کوشش ہوگی اور تمام قسم کی برائیوں کو چھوڑنے کے لئے ہم جدوجہد کریں گے۔ ہم اس بات کی کوشش میں ہوں گے کہ ہم نے رشتے داروں سے حسن سلوک کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے۔ ہماری یہ کوشش ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہم نے غریبوں کی خدمت کس طرح کرنی ہے۔ ہم اپنے اندر یہ وصف پیدا کرنے کی کوشش کریں گے کہ امانت کی ادائیگی کا حق ہم نے کس طرح ادا کرنا ہے۔ ہم یہ احساس پیدا کریں گے کہ دوسروں کا حق ادا کرنے کے لئے ہمیں کیا قربانی کرنی چاہئے۔ حسن ظنی ہمارا شیوہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی شکرگزاری میں ہم بڑھنے والے ہوں گے۔ تکلیفوں میں صبر ہمارے اخلاق کی خوبصورتی ہوگا۔ انصاف قائم کرنے اور احسان کا سلوک کرنے کی طرف ہماری توجہ رہے گی۔ اپنے عہدوں کو ہم پورا کرنے والے ہوں گے۔ صلہ رحمی کرتے ہوئے اپنے عزیزوں کے حقوق ادا کرنے والے ہوں گے۔ والدین سے حسن سلوک ہمارے کردار کی خوبصورتی ہوگی۔ ہمسایوں سے حسن سلوک اور ان کے حقوق ادا کرنے کی طرف ہماری توجہ رہے گی۔ غصہ، بغض، کینہ سے ہم بچ کر رہیں گے۔ بدگمانی اور عیب لگانے اور چغلیوں سے ہم بچیں گے۔ دوسروں کا استہزاء کرنا اور ان کی تحقیر کرنا اور ان کو کمتر سمجھنا ہمارے نزدیک بڑا گناہ ہوگا۔ فضول خرچی سے ہم پرہیز کرنے والے ہوں گے۔ بچوں کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لئے صرف دعا ہی نہیں کریں گے بلکہ عملی اقدامات بھی کر رہے ہوں گے۔ اپنے عمل سے ان کے سامنے اپنے نمونے پیش کر رہے ہوں گے۔ بیوی خاوند کے اور خاوند بیوی اور بچوں کے حقوق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل میں ہم بڑھتے چلے جانے والے ہوں گے۔ غرض کہ نیکیوں کی تلقین اور برائیوں سے بچنا ہمیں ہماری اپنی حالتوں میں بھی پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی طرف پیدا کرنے والا بناتا چلا جائے گا اور ہم اس پاک معاشرے کو جنم دینے والے ہوں گے جس کے قائم کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اور جس کی تفصیلات اور جزئیات اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں کھول کر بیان فرما دی ہیں۔ اور جس کو اس زمانے میں دوبارہ دنیا میں رائج کرنے اور خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کر کے عبد رحمان بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ پس ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم رحمان خدا کے ان بندوں میں شامل ہو جائیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ یہ اصولی ہدایت فرما دی ہے۔ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا (الفرقان:74) اور جب انہیں ان کے ربّ کی آیات یاد دلائی جاتی ہیں تو ان سے بہروں اور اندھوں کا معاملہ نہیں کرتے۔ پس حقیقی مومن اور رحمان کے بندے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ جب نصیحت کی جائے اس کو سنتے ہیں۔ اپنی حالتوں کے بدلنے کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ بجائے اس کے کہ اپنی ذاتی خواہشات اور ترجیحات کو سامنے رکھیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک، عورتیں بھی اور مرد بھی اپنے عہد کو جو ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا کیا ہے سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں اور رحمان کے ان بندوں میں شمار ہوں جن پر خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر ہر وقت پڑتی رہتی ہے۔

اب دعا کرلیں۔ (دعا)

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

15 London Rd, Morden SM4 5HT

0044 20 3609 4712

بقیہ: رپورٹ دورۂ آئرلینڈ از صفحہ 20

کا اعلان اس علاقے سے بھی دنیا کو پہنچے۔

چنانچہ آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے ساتھ اس علاقے میں تعمیر ہونے والی ''مسجد مریم'' سے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان MTA کے ذریعہ براہ راست ساری دنیا کو پہنچا۔ الحمدللہ۔

پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے ہوٹل سے روانہ ہوکر ایک بجے مسجد مریم تشریف لائے۔ اور سب سے پہلے مسجد کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔

بعد ازاں حضور انور نے مسجد میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

....

خطبۂ جمعہ

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 18 کی تلاوت فرمائی اور اس کا درج ذیل ترجمہ بیان فرمایا:

''اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ کامیابی کی طرف لے جائے جائیں گے۔''

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمدللہ آج ہمیں آئرلینڈ میں جماعت احمدیہ مسلمہ کی پہلی مسجد میں اللہ تعالیٰ جمعہ پڑھنے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر، اس کا قیام ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ گو یہ چھوٹی سی مسجد ہے لیکن اس بات کا اعلان ہے کہ مسیح محمدی کے ماننے والے یہاں سے خدائے واحد کی وحدانیت کا پانچ وقت اعلان کریں گے اور اس میں حاضر ہو کر خدائے واحد کی پانچ وقت عبادت بجا لائیں گے۔ اس مسجد سے اس آواز کو بلند کریں گے کہ مساجد تو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی جگہ ہے نہ کہ کسی فتنہ اور فساد کی آماجگاہ۔ یہ مساجد تو اس خدا کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں جو رب العالمین ہے جس نے تمام زمانوں کے انسانوں کے لئے اپنی ربوبیت کا اظہار کیا۔ جس نے ماضی میں بھی ہر قوم کی مادی اور روحانی ترقی کے لئے اپنی ربوبیت کا اظہار کیا۔ آج بھی اپنی ربوبیت سے دنیا کو فیض یاب کر رہا ہے اور جو آئندہ بھی ہمیشہ نوازتا چلا جائے گا، فیضیاب کرتا چلا جائے گا۔ اس کی ربوبیت کسی خاص قوم کے لئے مخصوص نہیں بلکہ تمام جہانوں اور تمام مخلوق کے لئے ہے۔ پس اس لحاظ سے مسیح محمدی کے ماننے والوں کی مساجد اس بات کا اعلان کرنے کے لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی روحانی ربوبیت کا ادراک حاصل کرنا ہے تو مسیح محمدی کی جماعت میں شامل ہونے والوں کو ہی یہ حقیقی رنگ میں حاصل ہوسکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:

یہ مساجد اس بات کا اعلان کرنے کے لئے ہم تعمیر کرتے ہیں کہ دنیا کے فسادوں کو دور کرنے کے لئے اسلام کی اس خوبصورت تعلیم پر غور کرو جو محبت پیار صلح اور امن کا پیغام دیتی ہے۔ یہ مساجد اس بات کے اعلان کے لئے ہیں کہ دنیا کو محبت پیار اور بھائی چارے کی ضرورت ہے نہ کہ جنگ و جدل کی، نہ کہ تلوار اور توپ کی۔ یہ مساجد جو ہم تعمیر کرتے ہیں اس بات کا اعلان کرتی ہیں کہ اس مسجد میں آنے والے کا دل ہر قسم کے ظلموں اور حقوق غصب کرنے کے خیالات سے پاک ہے۔ ہماری یہ مساجد اس بات کا نشان اور مرکز ہیں کہ یہاں آنے والے دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے والے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ مساجد جو ہم تعمیر کرتے ہیں یہ اس بات کا اعلان ہیں کہ مذہبی آزادی کا سب سے بڑا علمبردار اسلام ہے اور اس کے اظہار کے لئے ہماری مسجدوں کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے ہیں۔ ہر شخص جو ایک خدا کی عبادت کرتا ہے اسے مسجد میں عبادت کرنے میں کوئی روک نہیں۔ قطع نظر اس کے کہ وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ ہماری مساجد اور اس میں آنے والا ہر احمدی اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ قرآنی تعلیم کے مطابق ہر حقیقی مسلمان پر تمام مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری ہے اور فرض ہے۔ اور اس کے لئے اس ذمہ داری کا ادا کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنی مسجد کی حفاظت کرنا۔ ہماری مساجد ہمیں اس طرف بھی توجہ دلاتی ہیں کہ مومن کے ایمان کا حصہ ملک سے وفاداری بھی ہے۔ ایک مومن اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے ملک و قوم کا وفادار نہ ہو۔ غرض کہ بے شمار باتیں ہیں جو مساجد سے حقیقی رنگ میں وابستہ ہونے والوں سے یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ مساجد کا حق اس وقت ادا ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق صحیح رنگ میں ادا ہوں۔ اور یہ تمام باتیں کرنے کا حکم ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دیا ہے اور ان تمام باتوں کے کرنے کے لئے ہمیں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار توجہ دلائی ہے اور اپنے عمل اور اسوہ حسنہ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

ہم بڑے شوق سے یہاں کے رہنے والوں کو بتاتے ہیں کہ ہم نے اس مسجد کا نام 'مسجد مریم' رکھا ہے کیونکہ لوگ حضرت مریم کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ ہم انہیں کہتے ہیں کہ حضرت مریم تمہیں بھی پیاری ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کی والدہ ہیں۔ لیکن صرف حضرت عیسیٰ کی ماں ہونے کی وجہ سے ہمیں پیاری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نیکی اور تقویٰ کے معیار کو بھی دیکھ کر ان پر پیار کی نظر ڈالی اور مومنوں کو کہا کہ تم مریم جیسی خصوصیات پیدا کرو۔ مریم نے اپنی ناموس کی حفاظت کی اور یہ حفاظت خدا تعالیٰ کی محبت اور خوف کی وجہ سے کی۔ وہ خدا تعالیٰ کی کامل فرمانبردار تھیں اور اس کے حکموں پر عمل کرنے والی تھیں۔ وہ راستباز اور سچائی پر قائم رہنے والی تھیں۔

حضور انور نے فرمایا:

پس اللہ تعالیٰ نے ہر حقیقی مسلمان مرد اور عورت کو ان مومنانہ صفات کو اپنانے کا حکم دیا ہے۔ میں ان احمدی لڑکیوں اور عورتوں کو بھی یہی کہوں گا کہ اگر یہاں کے لوگ حضرت مریم کی عزت کرتے ہیں اور صرف عزت ہی کرتے ہیں اور ان صفات کو اپنانے کی کوشش نہیں کرتے جو ان میں تھیں تو یہ ان کی کمزوری ہے۔ ایک حقیقی مسلمان مرد اور عورت کو تو حضرت مریم کی طرح اللہ تعالیٰ کا حقیقی فرمانبردار ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ان حکموں میں سے حیاء اور پردہ بھی ایک حکم ہے جس کا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ اپنے حیاء دار لباس کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کے مطابق زندگیاں گزارنے اور حقیقی مؤمن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیا میں ڈوبنے کی بجائے عبادتوں کا حق ادا کرنے والا بنائے۔ ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کو ادا کرنے والا بنائے۔

اب بعد میں دو اور مکان بھی خریدے گئے ہیں جو مسجد کی دیوار کے ساتھ لگتے ہیں اور ان کی بھی اچھی اکاموڈیشن ہے۔ بہرحال یہ جو سارا کمپلیکس ہے اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور یہاں کے لوگوں کو اس مسجد کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے مکمل متن کے لئے ملاحظہ ہو الفضل انٹرنیشنل 17/اکتوبر 2014ء۔)

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ دو بجے تک جاری رہا۔ اس خطبہ جمعہ کا انگریزی اور بنگلہ زبان میں رواں ترجمہ آئرلینڈ سے براہِ راست نشر ہوا جبکہ جرمن ترجمہ جرمنی سے براہِ راست نشر ہوا۔

خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کرکے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس ہوٹل Clayton تشریف لے آئے۔

....

نیشنل ریڈیو RTE One کے نمائندہ کا حضور انور سے انٹرویو

حضور انور کی ہوٹل میں آمد سے قبل ہی نیشنل ریڈیو RTE One کا نمائندہ Mike McCarthyo اور آئرلینڈ کی نیشنل اخبار The Irish Times کی جرنلسٹ خاتون Lorna Siggins حضور انور کا انٹرویو لینے کیلئے ہوٹل پہنچے ہوئے تھے۔

سب سے پہلے نیشنل ریڈیو RTE One کے نمائندہ نے حضور انور کا انٹرویو لیا۔

☆......**نمائندہ نے پہلا سوال یہ کیا کہ** ابھی خطبہ جمعہ میں آپ نے اسلام کے بارہ میں بتایا ہے اور کہا ہے کہ آپ امن پسند ہیں۔ آپ کا نعرہ 'محبت سب کیلئے۔ نفرت کسی سے نہیں' ہے۔ تو جو کچھ مسلمان دنیا میں ہو رہا ہے اس سے آپ فکرمند یا پریشان ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:

اسلام تو سکھاتا ہے کہ تم کسی کے حقوق نہ دباؤ۔ کسی کی حق تلفی نہ کرو اور کسی پر زیادتی نہ کرو۔ ہم تو اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہیں اور ہمارا جو ماٹو ہے کہ 'محبت سب سے اور نفرت کسی سے نہیں' اس کی بنیاد بھی اسلام کی تعلیمات ہی ہیں۔

اسلام کہتا ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ خدا سب کا رب ہے اور سب کو پالنے والا ہے۔ اور قرآن کریم کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں اور جب آپ ساری دنیا کیلئے، سارے عالم کے لئے رحمت ہیں تو پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ کوئی مسلمان بھی کسی دوسرے پر ظلم اور زیادتی کرے اور اس کے حقوق دبائے۔

☆......**نمائندہ نے دوسرا سوال کیا کہ** کیا آپ کو اس بات کا افسوس ہوتا ہے کہ دنیا میں اسلام کے ذکر پر خدا اور اسلامی تعلیمات کی بات نہیں ہوتی بلکہ سیریا کے موجودہ حالات کے بارہ میں ہی سوال اٹھایا جاتا ہے؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہاں مجھے افسوس ہوتا ہے اور اس وقت بھی افسوس ہوا تھا جب القاعدہ اور طالبان کی تنظیمیں وجود میں آئی تھیں۔ پس جب بھی کوئی مسلمان اسلام کے نام پر اور اللہ تعالیٰ کے نام پر اس قسم کی زیادتی کرتا ہے تو طبعاً مجھے بھی بالکل اسی طرح افسوس ہوتا ہے جیسے آپ لوگوں کو ہوتا ہے۔

☆......**نمائندہ نے ایک سوال یہ کیا کہ** یہاں کی کمیونٹی کیلئے آپ کا پیغام کیا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میں اپنے خطبہ جمعہ میں بتا چکا ہوں کہ اسلام کی صحیح اور حقیقی تعلیم دوسروں تک پہنچاؤ۔ میں نے انہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بارہ میں بتایا ہے کہ اگر آپ لوگ ان حقوق کی ادائیگی کرنے والے ہوں گے تو پھر کسی قسم کا فساد نہیں ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: میرا پیغام یہ ہے کہ دنیا میں ہر طرف ہی فساد ہے۔ صرف مسلمان ممالک involve نہیں ہیں بلکہ بعض دوسرے ممالک میں بھی یہ فساد موجود ہے۔ ایسٹرن یورپ کے ممالک میں بھی ہے۔ اور ساری دنیا اس فساد کی لپیٹ میں آسکتی ہے۔ پس میرا پیغام یہی ہے کہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔ ایک دوسرے کو سمجھیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں اور امن اور ہم آہنگی کا قیام کریں۔ ورنہ دنیا میں ایک عظیم الشان تباہی آئے گی جس کو قابو کرنا ناممکن ہوجائے گا۔ اور یہ تباہی تیسری جنگِ عظیم کی صورت میں ظاہر ہوگی۔

....

آئرلینڈ کے نیشنل اخبار The Irish Times کی نمائندہ کا حضور انور سے انٹرویو

اس کے بعد آئرلینڈ کے نیشنل اخبار The Irish Times کی نمائندہ جرنلسٹ Lorna Siggins نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے انٹرویو لیا۔

☆......**جرنلسٹ نے سوال کیا کہ** ہمیں دو قسم کا اسلام نظر آرہا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق تین ہزار کے قریب

مسلمان جہاد کیلئے سیریا وغیرہ گئے ہیں۔

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ: ان لوگوں کو غلط طریق پر گائیڈ کیا گیا ہے۔ یہ frustrated ہیں اور حالات سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ لوگ نام کے مسلمان ہوں

گے۔ مساجد بظاہر آباد تو ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی تو اس وقت خدا تعالیٰ ایک ریفارمر بھیجے گا جو مسیح اور مہدی ہوگا اور اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم کو زندہ کرے گا اور اسلام کا پیغام دنیا کو پہنچائے گا۔ اور وہ مسلمانوں کو بھی اور دوسروں کو بھی ایک ہی دین پر جمع کرے گا۔

حضورانور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ پیشگوئی فرمائی تو اس آنے والے مسیح اور مہدی کی صداقت کیلئے نشانات بھی مقرر فرمائے۔ ان نشانات میں سے ایک نشان یہ تھا کہ سورج اور چاند کو رمضان کے مہینہ میں خاص دنوں میں اور مقررہ تاریخوں میں گرہن لگے گا۔ چنانچہ یہ گرہن 1894ء میں لگا جو دنیا کے مشرقی حصہ نے دیکھا۔ پھر اگلے سال 1895ء میں دنیا کے مغربی حصہ میں لگا۔ یہ آپ کی صداقت کا اور خدا کی طرف سے ہونے کا ایک بہت بڑا نشان تھا۔

حضورانور نے فرمایا: پس اگر ان فسادات اور مصائب سے بچنا ہے تو مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کریں۔ اگر مسلمان قبول کرلیں تو بچ سکتے ہیں ورنہ یہ لوگ ضائع ہوجائیں گے۔

حضورانور نے فرمایا: ہم احمدی اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات پر عمل کررہے ہیں اور ہر سال لاکھوں لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔

☆......جرنلسٹ کے اس سوال پر کہ کیا آپ لوگ غیر مسلموں کو بھی مسجد میں عبادت کرنے دیں گے؟

اس کے جواب میں حضورانور نے فرمایا: ہماری مساجد سب کیلئے کھلی ہیں۔ سب دوسرے مذاہب کیلئے کھلی ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے مذاہب کیلئے مساجد کھولی ہیں تو مَیں کس طرح جرأت کرسکتا ہوں کہ دوسرے مذاہب والوں کو آنے سے روکوں۔ پس یہ مسجد ہر مذہب والے کیلئے کھلی ہے اور ہمیشہ کھلی رہے گی۔

☆...... جرنلسٹ نے ایک سوال یہ کیا کہ آج رات کے ایڈریس میں آپ کا کیا پیغام ہوگا؟

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ: ہمارا آج بھی امن کا وہی پیغام ہے جو ہم پہلے سے پوری دنیا میں دے رہے ہیں اور ہمارا پیغام دنیا کے تمام کناروں تک پہنچ چکا ہے۔ اب گالوے، آئرلینڈ دنیا کا کنارہ ہے یہاں بھی پیغام پہنچ چکا ہے اور یہاں سے دنیا کے کناروں تک پہنچ رہا ہے۔

☆...... جرنلسٹ نے کہا کہ گالوے تو آئرلینڈ کا مرکز ہے۔ سینٹر میں ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ ہم سینٹر سے کناروں تک اور کناروں سے سینٹر تک امن و سلامتی کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔

یہ دونوں انٹرویوز قریباً پندرہ منٹ تک جاری رہے۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

....

مسجد مریم کی افتتاحی تقریب

آج شام 'مسجد مریم' کے افتتاح کے حوالہ سے مسجد کے بیرونی احاطہ میں مارکی لگا کر ایک تقریب (reception) کا اہتمام کیا گیا تھا۔ سات بج کر چالیس منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد مریم تشریف آوری ہوئی۔ حضورانور نے نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تقریب میں شرکت کے لئے مارکی میں تشریف لے آئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد سے قبل قریباً سبھی مہمان مارکی میں پہنچ چکے تھے۔

اس تقریب میں شرکت کرنے والے مہمانوں میں ممبر نیشنل پارلیمنٹ آئرلینڈ Hon. Eamon O' Cuiv، ممبر نیشنل پارلیمنٹ Hon. Joanna Tuffy، ڈپٹی سپیکر وممبر نیشنل پارلیمنٹ Hon. Michael P. Kitt، ممبر نیشنل پارلیمنٹ Hon. Darek No Lan، ممبر نیشنل پارلیمنٹ Hon. Robert Dowds، سینیٹر Hon. Ms. Hildgard Naughton، سینیٹر Hon. Trevor O Clochartaigh، (موصوف بشپ آف گالوے کی نمائندگی میں آئے) Father Martin Whelan، (چیف سپرنٹنڈنٹ آف گالوے پولیس) Mr. Thomas Curley، میئر آف گالوے سٹی کونسل Mr. Donal Lyons، (ہیومن رائٹس بیرسٹر) Garry O' Hallorn۔

اس کے علاوہ پانچ کونسلرز، پروفیسرز، اساتذہ، ڈاکٹرز، انجینئرز، وکلاء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے یکصد سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔

اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو حافظ رشید اختر صاحب نے کی۔ بعدازاں اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ ایک مقامی آئرش احمدی یوسف Pender صاحب نے پیش کیا۔ بعدازاں نیشنل صدر جماعت آئرلینڈ مکرم ڈاکٹر انور احمد ملک صاحب نے مسجد مریم کا تعارف پیش کیا۔ اور اس کے بعد اس تقریب میں شامل درج ذیل مہمانوں نے مختصر ایڈریسز پیش کئے۔

....

مہمانوں کے ایڈریسز

☆......Mr Garry O'Halloran جو کہ ہیومن رائٹس بیرسٹر ہیں انہوں نے افتتاحی تقریب کے موقع پر سب سے پہلے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ انہوں نے آئرلینڈ کی روایت کے مطابق آئرش زبان میں حضورانور کو کہا کہ ہم آپ کو لاکھوں کروڑوں بار خوش آمدید کہتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا:

خلیفہ کے ساتھ میری پہلی ملاقات اُس وقت ہوئی جب انہوں نے یورپین پارلیمنٹ کے موقع پر خطاب فرمایا تھا۔ خلیفۃ المسیح نے جس طرح سینکڑوں سیاستدانوں، ممبرانِ پارلیمنٹ اور مسلمانوں اور غیر مسلمانوں سے خطاب فرمایا مَیں اس سے بہت متاثر ہوا ہوں۔

مَیں اس بات کا گواہ ہوں کہ خلیفۃ المسیح بھی ایک جہاد کررہے ہیں۔ لیکن آپ کا جہاد محبت سے بھرا ہوا ہے۔ آپ کا جہاد 'جہاد بالسیف' کی بجائے 'جہاد بالقلم' ہے۔ اور یہاں آج شام خلیفہ کی موجودگی میں گالوے میں اس تقریب میں شامل ہونا میرے لئے نہایت خوشی اور فخر کی بات ہے۔

موصوف نے کہا: احمدیہ جماعت کے ساتھ بحیثیت بیرسٹر کے کام کرنے کا تجربہ بہت اچھا رہا ہے۔ پاکستان میں احمدی لوگ ایک 'مجرم' کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور میں ان کا دفاع کرتا ہوں جب آئرلینڈ کی حکومت ان کی درخواستیں مسترد کرکے انہیں واپس پاکستان بھجوانے کا کہتی ہے۔ آئرش حکومت کے ادارے کہتے ہیں کہ پاکستان میں جمہوریت ہے۔ پاکستان میں پولیس کی فورس موجود ہے۔ پاکستان میں عدالت کا نظام موجود ہے۔ لیکن پاکستان میں اگر کوئی جج قانون کی پیروی کرتے ہوئے اسے لاگو کرے گا تو توہین رسالت جیسے کالے قانون کی موجودگی میں وہ درحقیقت احمدیوں پر ظلم کررہا ہوگا۔ کیونکہ پاکستان میں اگر کوئی احمدی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو سزائے موت کو دعوت دے رہا ہوتا ہے۔ اور ان حالات میں جس طرح احمدی اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہیں وہ دیکھ کر میں سخت حیران ہوتا ہوں۔ میں نے کبھی کسی احمدی کو ظلم کا جواب ظلم سے دیتے نہیں دیکھا بلکہ میں نے احمدیوں کے دلوں میں ظالموں کے خلاف نفرت بھی نہیں دیکھی۔

موصوف نے اپنے ایڈریس کے آخر میں ایک مرتبہ پھر آئرلینڈ کی روایتی زبان میں حضورانور کو خوش آمدید کہا۔

☆......اس کے بعد اگلے مہمان سپیکر Deputy Eamon O Cuiv تھے۔ موصوف منجھے ہوئے سیاستدان ہیں اور 1989ء میں پہلی مرتبہ بطور سینیٹر ان کا انتخاب ہوا۔ موصوف منسٹر آف سٹیٹ بھی رہ چکے ہیں۔ 2002ء سے 2010ء تک بطور Minister of Community and Rural Affairs کام کرتے رہے اور 2010ء میں Minister of Social Protection بنے۔

موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا:

سب سے پہلے میں اس اہم موقع پر خلیفۃ المسیح کو گالوے میں سینکڑوں بار خوش آمدید کہتا ہوں۔ 2010ء میں مجھے اس مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب میں شمولیت کا موقع ملا تھا۔ اور مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ آج وہی مسجد مکمل ہوگئی ہے اور ہم سب اس کے افتتاح کیلئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔

موصوف نے کہا کہ: خلیفۃ المسیح کا گالوے میں دوسری مرتبہ تشریف لانا ہمارے لئے نہایت اعزاز کی بات ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کا آئرلینڈ کا یہ دورہ نہایت کامیاب ثابت ہوگا۔

موصوف نے کہا: مجھے یاد ہے جب پہلی مرتبہ مجھے جماعت احمدیہ کی طرف سے Peace Conference میں شامل ہونے کا دعوت نامہ ملا تو میں جماعت احمدیہ کے ماٹو 'محبت سب کیلئے۔ نفرت کسی سے نہیں' سے بہت متاثر ہوا۔ تب سے لے کر اب تک اس جماعت نے ثابت کیا ہے کہ یہ جماعت اپنے اعلیٰ مقاصد کے مطابق ہی کام کررہی ہے۔ اس جماعت نے جس طرح بین المذاہب کانفرنسز کا انعقاد کیا اور مختلف مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اُس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور مجھے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ جماعت احمدیہ کو باقاعدہ ایک مسجد بنانے کی توفیق ملی ہے جس میں وہ آزادی سے عبادت کرپائیں گے۔ ہم جماعت احمدیہ پر پاکستان میں جو مظالم ہو رہے ہیں اس حوالہ سے بھی کام کرتے رہیں گے اور مجھے امید ہے کہ عالمی دباؤ کے نتیجہ میں پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کا باب بند ہوجائے گا۔

انہوں نے کہا: اسی طرح اس مسجد کا نام 'مریم' رکھ کر بھی آپ نے اس بات کو اجاگر کیا ہے جو ہمارے اور آپ کے بیچ مشترک ہے۔ اور ایک دوسرے کے درمیان فرق تلاش کرنے کی بجائے اشتراک کو اہمیت دی ہے۔ یہ آپ کی طرف سے بہت مروت کا اظہار ہے۔ آخر میں اس فنکشن پر دعوت دینے کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ہم جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر آئندہ بھی کام کرتے رہیں گے اور جماعت احمدیہ کے امن کے پیغام کو پھیلانے کیلئے تعاون کرتے رہیں گے۔

☆......اگلی مہمان سپیکر Deputy Jonna Tuffy تھیں جو کہ آئرلینڈ کی قومی اسمبلی کی ممبر ہیں اور جماعت کی قریبی دوست ہیں۔

انہوں نے کہا:

سب سے پہلے تو میں اس موقع پر دعوت دینے کیلئے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں اپنے حلقہ میں موجود جماعت احمدیہ کے بہت سے احباب کو جانتی ہوں۔ یہ سب احمدی لوکل سطح پر کاموں میں بہت فعال ہیں اور ہمارے معاشرے میں بہت اہم کردار ادا کررہے ہیں۔ بالخصوص احمدیہ جماعت کی خواتین کی تنظیم ہر سال چیریٹی اکٹھی کرتی

ہے۔اسی طرح نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بھی لوکل کمیونٹیز میں بھرپور حصہ لیتے ہیں اوران کی تعلیم کی طرف خاص توجہ ہے۔اسی طرح جیسا کہ اب آئرلینڈ میں مختلف ثقافتوں اور ملکوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے اس وقت بین المذاہب پروگراموں کا انعقاد بہت اہمیت کا حامل ہے۔

☆......اگلے مہمان سپیکر Father Martin Whelan تھے جو کہ بشپ آف گالوے کی نمائندگی میں آئے تھے۔موصوف خود بھی بشپ ہیں۔

موصوف نے کہا:

بشپ آف گالوے اور گالوے کی کیتھولک کمیونٹی کی نمائندگی میں اس تقریب میں شامل ہونا میرے لئے بہت اعزاز کی بات ہے۔ بائبل کی کتاب ’پیدائش‘ میں خدا نے ابراہیم سے کہا کہ ’کئی نسلوں کیلئے تیری حیثیت جدِّ اعلیٰ کی ہوگی ۔ میں تمہیں بہت ساری نسلیں دوں گا۔ میں تیرے ساتھ ایک معاہدہ کروں گا اور یہ معاہدہ تیری تمام نسلوں کیلئے ہوگا۔‘

آج ہم دیکھتے ہیں کہ لاتعداد یہودی، عیسائی اور مسلمان ابراہیم کے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔اسی پسِ منظر کی روشنی میں کیتھولک چرچ ’مسجد مریم‘ کو خوش آمدید کہتا ہے تا کہ احمدی مسلمان امن اور آزادی کے ساتھ خدا کی عبادت کرسکیں۔اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کو ہمیشہ امن اور کامیابیوں سے نوازتا رہے۔

☆......اس تقریب میں گالوے شہر اور گالوے کاؤنٹی کی ایک ڈویژن Garda کے پولیس چیف سپرنٹنڈنٹ Thomas Curley بھی شامل ہوئے۔

انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

گالوے کی باقاعدہ پہلی مسجد کی افتتاح تقریب میں شامل ہونا میرے لئے اعزاز کی بات ہے۔میں روحانی رہنما خلیفہ مرزا مسرور احمد صاحب کو بھی اس موقع پر خوش آمدید کہتا ہوں اور اس قدر عظیم شخصیت کا ہمارے درمیان موجود ہونا بہت فخر کی بات ہے۔اس عظیم شخصیت کی یہاں موجودگی ہی اس تقریب کی اہمیت بتاتی ہے۔

مجھے بخوبی علم ہے کہ اسلام احمدیت شدت پسندی پر یقین نہیں رکھتی اور دوسرے مذاہب کو برداشت کرنے کا درس دیتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج جماعت احمدیہ نے اس مسجد کا نام حضرت مریم علیہا السلام کے نام پر رکھا ہے۔یہ بہت اہم موقع ہے اور مجھے بطور چیف پولیس سپرنٹنڈنٹ گالوے بہت خوشی ہے کہ آپ نے اپنی مسجد کیلئے گالوے شہر کا انتخاب کیا۔

آئرلینڈ کے قانون کے مطابق ہر ایک کو اپنی عبادات بجالانے کا حق ہے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کی ایک اقلیتی جماعت ہے اور دیگر مسلمانوں کے ہاتھوں مظالم کا شکار رہی ہے۔لیکن میں جماعت احمدیہ کو بحیثیت پولیس افسر ہونے کے تحفظ کی یقین دہانی کرواتا ہوں۔

☆......اگلے مہمان سپیکر گالوے شہر کے میئر Councillor Donal Lyons تھے۔موصوف 1996ء سے گالوے سٹی کونسل کے ممبر ہیں اور مختلف اداروں اور کمیٹیوں کے ممبرز ہیں۔اس کے علاوہ موصوف پولیس کمشنر بھی رہ چکے ہیں۔

موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا:

سب سے پہلے تو میں جناب حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو گالوے جو کہ قبائل کا شہر کہلاتا ہے اس میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ بطور میئر کے ’مسجد مریم‘ کی افتتاحی تقریب میں شامل ہونا میرے لئے نہایت اعزاز کی بات ہے۔گالوے شہر میں باقاعدہ طور پر پہلی مسجد جس کا نام ’مریم‘ ہے اور جو گالوے شہر اور آئرلینڈ کے لوگوں کیلئے امن کی علامت ہے اس مسجد کا تعمیر ہونا ایک بہت ہی تاریخی موقع ہے۔آج کا دن جماعت احمدیہ کیلئے ایک یادگار دن ہے جو 2010ء سے جب اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا تھا اس مسجد کے افتتاح کا انتظار کررہے تھے۔

موصوف نے کہا: آج اسلامک اور Gaelic ہر دو طرح کے طرزِ تعمیر رکھنے والی مسجد کی عمارت کا باقاعدہ افتتاح ہورہا ہے۔ جماعت احمدیہ آئرلینڈ میں انٹرفیتھ کانفرنسز، قرآن کریم کی نمائشیں اور تبلیغی سٹال کا بہت ہی اعلیٰ رنگ میں انعقاد کررہی ہے اور ان پروگراموں کے ذریعہ اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں دور ہوئی ہیں اور معاشرے میں ہم آہنگی کو فروغ ملا ہے۔ ’محبت سب کیلئے۔نفرت کسی سے نہیں‘ ایک ایسا ماٹو ہے جو ہر ایک مذہب کو اپنانا چاہیئے۔

موصوف نے اپنے ایڈریس کے آخر میں کہا: میں جماعت احمدیہ کو مسجد مریم کے افتتاح پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ کرے کہ ہمارا شہر امن اور محبت میں ترقی کرتا چلا جائے۔ آپ سب کا شکریہ۔

(باقی آئندہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

1۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 26/جولائی 2014ء بروز ہفتہ 11 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **مکرم ادریس احمد صاحب وڑائچ (ابن مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب مرحوم ۔یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔** آپ 21 جولائی 2014ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت منشی الہ دین صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے تھے۔پنجوقتہ نمازوں کے پابند اور جماعت سے پختہ تعلق رکھنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔آپ نے شادی نہیں کی تھی ۔ساری عمر اپنے بہن بھائیوں کی خدمت کرتے رہے۔آپ مکرم ڈاکٹر ولی احمد شاہ صاحب اور مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب (نائب امیر یوکے) کے عزیزوں میں سے تھے۔

2۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 28/جولائی 2014ء بروز سوموار، قبل نماز عصر **مکرم ظفر محمود مرزا صاحب (ابن مکرم مرزا محمد اکرم صاحب۔مورڈن۔یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔** آپ 20 جولائی 2014ء کو ہارٹ اٹیک سے 62 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحوم کا تعلق لاہور کی میاں فیملی سے تھا۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت میاں سراج دین صاحبؓ اور حضرت میاں معراج دین صاحبؓ کے پڑپوتے تھے۔ آپ کے دادا حضرت حکیم میاں محمد اشرف صاحب واقف زندگی تھے جنہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر سندھ کی زمینوں پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔مرحوم پیشہ کے لحاظ سے ٹیچر تھے۔آپ کو پاکستان اور UK میں قریباً 40 سال تک مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔گزشتہ 20 سال سے مورڈن جماعت میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت بجالارہے تھے۔آپ انتہائی سادہ مزاج، ہنس مکھ، دیانتدار، باجماعت نمازوں کے پابند اور باقاعدگی سے ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، نیک، مخلص اور ہردلعزیز انسان تھے۔اپنے بچوں کو بھی ہمیشہ نیکیوں کی تلقین کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم مرزا ربیب احمد صاحب حال ہی میں جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آئرلینڈ میں مبلغ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

3۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 16/اگست 2014ء بروز سوموار قبل از نماز ظہر **مکرم حمید الرحمان سیٹھی صاحب (آف جہلم) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔** آپ 14/اگست 2014ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب جہلمیؓ کے پوتے تھے۔ بہت اخلاص اور محبت کے ساتھ جماعت سے وابستہ رہے اور خلافت کے فدائی وجود تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے، پانچ پوتیاں اور دو پوتے یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ (درویش قادیان): 26 جولائی 2014 کو 94 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت چوہدری نور احمد صاحبؓ چیمہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ جب حضرت مصلح موعودؓ نے حفاظت مرکز کے لئے احباب جماعت کو تحریک فرمائی تو چونکہ آپ برطانوی فوج میں رہ چکے تھے اس لئے آپ نے اپنی خدمات پیش کیں اور درویشی کی سعادت پائی۔آپ نماز باجماعت کے پابند تھے اور باوجود پیرانہ سالی کے لمبا عرصہ بیساکھی کے سہارے مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ بہت مخلص، خوش مزاج، زندہ دل شفیق اور محبت کرنے والے انسان تھے ۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ضعیف العمر اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے بڑے بیٹے مکرم چوہدری منصور احمد چیمہ صاحب واقف زندگی ہیں اور آجکل قادیان میں ناظم جائیداد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(2) مکرمہ سلیمہ اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب مرحوم درویش قادیان): 26 جولائی 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ بہت سے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت پائی۔آپ کو پوشیدہ صدقہ و خیرات کرنے کی بڑی عادت تھی ۔اسی طرح غریب بچیوں کو اپنے گھر میں رکھ کر ان کی پرورش کرتیں اور جوان ہونے پر اچھے برسرروزگار نوجوانوں سے ان کی شادیاں کرواتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 3 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے بڑے بیٹے مکرم چوہدری عبد العزیز اختر صاحب ہومیو ڈاکٹر قادیان کے حلقہ مبارک کے صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(3) مکرم مبارک احمد صاحب قمر (مربی سلسلہ۔ربوہ): 6 جون 2014ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ کا تعلق راجوری کشمیر سے تھا۔ 1972ء میں جامعہ احمدیہ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد میدان عمل میں آئے۔آپ کو پاکستان کے علاوہ گھانا، لائبیریا اور فجی میں مبلغ سلسلہ کی حیثیت سے نمایاں خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔اسی طرح پاکستان کی مختلف جماعتوں میں بھی بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پائی۔اور پھر 2005ء سے لے کر تادم آخر شعبہ رشتہ ناطہ میں خدمت سرانجام دیتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 4 بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم سید جہانگیر علی صاحب (آف حیدرآباد دکن۔انڈیا): 16 جولائی 2014ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کی جماعتی خدمات طویل عرصہ پر محیط ہیں۔آپ کو سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری مال، زعیم انصار اللہ، نگران اعلیٰ صوبہ آندھرا پردیش و کرناٹک، قاضی و نائب امیر جماعت اور امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کی حیثیت سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔اسی طرح آپ نے حیدرآباد دکن کے حلقہ فلک نما میں اپنے گھر کی زمین میں ایک بڑی مسجد تعمیر کروانے کی بھی توفیق پائی۔آپ صوم وصلوۃ کے پابند، نہایت نرم دل، ہمدرد، حقوق اللہ اور حقوق العباد بجالانے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ کو تاریخ احمدیہ حیدرآباد کے مرتب کرنے میں بھی نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرمہ رقیہ بیگم صاحبہ (آف بنگلہ دیش): 28 جولائی 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔بنگلہ دیش کی خواجہ فیملی سے تعلق رکھتی تھیں۔آپ بہت نیک، دعاگو اور دیندار مخلص خاتون تھیں۔خلافت سے بے انتہا اخلاص اور محبت کا تعلق تھا۔ واقفین کی بہت قدردان تھیں۔آپ مکرم فیروز عالم صاحب (انچارج بنگلہ ڈیسک) کی خوشدامن تھیں۔

(6) مکرم سید ریحان الحسن صاحب (ابن مکرم برگیڈئیر ڈاکٹر ضیاء الحسن صاحب مرحوم آف راولپنڈی): 24 جولائی 2014ء کو طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نمازوں کے پابند، خاموش طبع، بے ضرر، منکسر المزاج، نہایت صابر، دعاگو، مالی قربانی اور صدقہ و خیرات کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔خلیفۂ وقت کے خطبات باقاعدگی سے سنتے اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور روزنامہ الفضل کا بھی باقاعدگی سے مطالعہ کیا کرتے تھے۔خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے دونوں بچے تحریک وقف نو میں شامل ہیں۔

(7) مکرم میاں محمد اعظم صاحب (صدر جماعت احمدیہ مونڈیکے گواریہ۔ضلع سیالکوٹ): 20 جولائی 2014ء کو حرکت قلب بند ہونے سے 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ کو 1999ء میں مع اہل و عیال قبول احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی۔مرحوم اپنے گاؤں کے پہلے احمدی تھے۔آپ کے والد چونکہ مقامی مسجد کے امام اور خطیب تھے اس لئے مخالفت کے کئی طوفان اٹھے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخالفین کی سب کوششیں ناکام و نامراد ہوئیں اور مرحوم کا خلافت اور احمدیت سے تعلق بڑھتا ہی چلا گیا۔آپ اپنے علاقہ کی بہت ہردلعزیز شخصیت تھے۔ بڑے پرجوش داعی الی اللہ بھی تھے۔ان کی تبلیغ سے ان کی چار شادی شدہ بیٹیاں

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلامی تعلیمات سے متعلق شکوک وشبہات اور وساوس واعتراضات مع جوابات

از تحریرات وکلمات طیّبات حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مرتبہ: عبدالکبیر قمر۔ ربوہ)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 28 دسمبر 1897ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

’’ابتدائے اسلام میں دفاعی لڑائیوں اور جسمانی جنگوں کی اس لئے بھی ضرورت پڑتی تھی کہ دعوتِ اسلام کرنے والے کا جواب اُن دنوں دلائل و براہین سے نہیں بلکہ تلوار سے دیا جاتا تھا، اس لئے لاچار جواب الجواب میں تلوار سے کام لینا پڑا۔ لیکن اب تلوار سے جواب نہیں دیا جاتا بلکہ قلم اور دلائل سے اسلام پر نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ سَیف (تلوار) کا کام قلم سے لیا جائے اور تحریر سے مقابلہ کرکے مخالفوں کو پست کیا جائے۔ اس لئے اب کسی کو شایاں نہیں کہ قلم کا جواب تلوار سے دینے کی کوشش کرے۔ ؎ گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی۔

اِس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو سَیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ **ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کئے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رُو سے اللہ تعالیٰ کے سچّے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔ اُس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ مَیں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اُتروں اور اسلام کی رُوحانی شجاعت اور باطنی قوّت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔** مَیں کب اِس میدان کے قابل ہوسکتا تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اُس کے دین کی عزّت ظاہر ہو۔ مَیں نے ایک وقت اُن اعتراضات اور حملات کو شمار کیا تھا جو اسلام پر ہمارے مخالفین نے کئے ہیں تو اُن کی تعداد میرے خیال اور اندازہ میں تین ہزار ہوئی تھی اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اب تو تعداد اور بھی بڑھ گئی ہوگی۔ **کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اسلام کی بنا ایسی کمزور باتوں پر ہے کہ اس پر تین ہزار اعتراض وارد ہوسکتا ہے۔ نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے۔** یہ اعتراضات تو کوتاہ اندیشوں اور نادانوں کی نظر میں اعتراض ہیں، **مگر مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مَیں نے جہاں ان اعتراضات کو شمار کیا، وہاں یہ بھی غور کیا ہے کہ ان اعتراضات کی تہہ میں دَراصل بہت ہی نادر صداقتیں موجود ہیں جو عدم بصیرت کی وجہ سے معترضین کو دکھائی نہیں دیں اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جہاں نابینا معترض آکر اٹکا ہے وہیں حقائق ومعارف کا مخفی خزانہ رکھا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ مَیں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے۔ اس سے اُن کو پاک صاف کروں۔** خدا تعالیٰ کی غیرت اِس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزّت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغِ اعتراض سے منزّہ ومقدّس کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 37-38۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ’’دین اسلام کی سچائی کے دلائل اور قرآن مجید کی حقّیت کے براہین اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق رسالت کے وجوہات سب لوگوں پر بوضاحت تمام ظاہر‘‘ کرنے کے لئے اور ’’نیز ان سب کو جو اس دین متین اور مقدس کتاب اور برگزیدہ نبی سے منکر ہیں ایسے کامل اور معقول طریق سے ملزم اور لاجواب‘‘ کرنے کے لئے ’’جو آئندہ ان کو بمقابلہ اسلام کے دم مارنے کی جگہ نہ رہے‘‘ جو جہد بلیغ فرمائی اور جس طرح تحریر وتقریر کے ذریعہ اس عظیم الشان خدمت کو سرانجام دیا اس پر آپ کی زندگی کا ہر لمحہ گواہ ہے۔ آپ کی تحریر فرمودہ کتب کا ایک مجموعہ ’روحانی خزائن‘ کے نام سے 23 جلدوں میں طبع شدہ ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے ملفوظات پر مشتمل بھی روحانی خزائن کا ایک ذخیرہ ہے جس میں جابجا آپ نے دین اسلام کی حقانیت اور قرآن مجید فرقان حمید کے حقائق ومعارف اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کے مضمون کو قوی اور روشن دلائل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح مخالفین ومعاندین کے شکوک وشبہات اور وساوس واعتراضات کا ہر قسم کے عقلی ونقلی دلائل سے ردّ فرمایا ہے۔

عزیز مکرم عبدالکبیر قمر صاحب استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ نے حضور علیہ السلام کی کتب سے ایسی تحریرات کو جمع کرنے کا کام کیا ہے جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کسی اعتراض، وسوسہ یا شبہ کا معین الفاظ میں ذکر کرکے پھر اس کا جواب تحریر فرمایا ہے۔ یقیناً بہت سی جگہوں پر حضور علیہ السلام نے معین الفاظ میں اعتراضات کا ذکر کیے بغیر ہی قرآنی حقائق ومعارف کو بیان فرمایا ہے اور آپ کی کتب سے مکمل طور پر استفادہ کے لئے ضروری ہے کہ ان کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے۔ تاہم امید ہے کہ اس پہلو سے بھی ان کتب کا مطالعہ قاری کے لئے بہت دلچسپی کا موجب ہوگا اور شاید اس طریق سے بعض سوالات واعتراضات کے جوابات کو سمجھنا اور یاد رکھنا بھی نسبتاً آسان ہو۔ نیز اس سے اصل کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ کی طرف بھی توجہ پیدا ہو۔

اس مضمون میں حضور علیہ السلام کی کتب سے ایسی تحریرات کے انتخاب میں چونکہ اختصار کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اس لئے قارئین سے درخواست ہے کہ جوابات کی مزید تفصیل جاننے کے لئے اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔ قارئین کی سہولت کے لئے مکمل حوالہ جات مع صفحات نمبر وغیرہ ہر اقتباس کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ اس مضمون میں اعتراض، شبہ یا وسوسہ اور جوابات کے بعض مرکزی نکات کو نمایاں کرنے کے لئے انہیں بولڈ کیا گیا ہے۔ ذیلی عنوانات بھی مرتب کی طرف سے ہیں۔ سردست روحانی خزائن کی پہلی جلد سے ایسے مقامات کا انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

——— (مدیر)

روحانی خزائن جلد نمبر 1 میں براہین احمدیہ ہر چہار حصص ہے۔ براہین احمدیہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’سب طالبان حق پر واضح ہو جو مقصود اس کتاب کی تالیف سے جو موسوم **بِالْبَرَاھِیْنِ الْاَحْمَدِیَّۃ عَلٰی حَقِیَّتِ کِتَابِ اللّٰہِ الْقُرآن وَالنَّبُوَّۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ** ہے جو دین اسلام کی سچائی کے دلائل اور قرآن مجید کی حقیت کے براہین اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی صدق رسالت کے وجوہات سب لوگوں پر بوضاحت تمام ظاہر کئے جائیں اور نیز ان سب کو جو اس دین متین اور مقدس کتاب اور برگزیدہ نبی سے منکر ہیں ایسے کامل اور معقول طریق سے ملزم اور لاجواب کیا جائے جو آئندہ ان کو بمقابلہ اسلام کے دم مارنے کی جگہ باقی نہ رہے۔ **اور یہ کتاب مرتب ہے ایک اشتہار اور ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر**‘‘۔

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 24)

دیگر مذہبی کتابوں کی موجودگی میں براہین احمدیہ کی اشاعت کی ضرورت کیا ہے؟

اس کتاب کے آغاز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب کی اشاعت کے بارے میں پیدا ہونے والے اس وسوسے کا جواب دیا ہے کہ اس کی اشاعت کی حاجت کیا ہے جبکہ اور کتابیں موجود ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ

(جواب) ’’مَیں اس بات کو بخوبی منقوش خاطر کر دینا چاہتا ہوں جو اس کتاب اور ان کتابوں کے فوائد میں بڑا ہی فرق ہے **وہ کتابیں خاص خاص فرقوں کے مقابلہ پر بنائی گئی ہیں ...... لیکن یہ کتاب تمام فرقوں کے مقابلہ پر حقیقت اسلام اور سچائی عقائد اسلام کی ثابت کرتی ہے۔** اور عام تحقیقات سے حقانیت فرقان مجید کی بپایہ ثبوت پہنچاتی ہے۔......

دوسری اس کتاب میں یہ بھی خوبی ہے جو اس میں ......

ایک اشتہار تعدادی دس ہزار روپیہ کا اسی غرض سے اس میں داخل کیا گیا ہے کہ تا منکرین کو کوئی عذر اور حیلہ باقی نہ رہے۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 9)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ حصہ دوم (مقدمہ) کے آخر پر اس کتاب کے مزید چھ فوائد درج فرمائے۔ فرمایا کہ

’’**اول** اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب مہمات دینیہ کے تحریر کرنے میں ناقص البیان نہیں بلکہ وہ تمام صداقتیں کہ جن پر اصول علم دین کے مشتمل ہیں۔ اور وہ تمام حقائق عالیہ کہ جن کی ہیئت اجتماعی کا نام اسلام ہے۔ وہ سب اس میں مکتوب اور مرقوم ہیں......

دوسرا یہ فائدہ کہ یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائل حقیت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے کہ جن کے دیکھنے سے صداقت اس دین متین کی ہر یک طالب حق پر ظاہر ہوگی۔......

تیسرا یہ فائدہ کہ جتنے ہمارے مخالف ہیں یہودی، عیسائی، مجوسی، آریہ، برہمو، بت پرست، دہریہ، طبعیہ، اباحتی، لامذہب سب کے شبہات اور وساوس کا اس میں جواب ہے۔......

چوتھا یہ فائدہ جو اس میں بمقابلہ اصول اسلام کے مخالفین کے اصول پر بھی کمال تحقیق اور تدقیق سے عقلی طور پر بحث کی گئی ہے۔......

پانچوں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے حقائق اور معارف اس کتاب مقدس کی کہ جس کے نور روح افروز سے اسلام کی روشنی ہے سب پر منکشف ہوجائے گی۔......

چھٹا یہ فائدہ ہے جو اس کے مباحث کو نہایت متانت اور عمدگی سے قوانین استدلال کے مذاق پر مگر بہت آسان طور پر کمال خوبی اور موزونیت اور لطافت سے بیان کیا گیا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 128 تا 131)

سب الہامی کتابیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو قرآن کریم سب سے افضل کس طرح ہے؟

(اعتراض) ’’قرآن شریف کو سب الہامی کتابوں سے افضل اور اعلیٰ قرار دینے میں یہ لازم آتا ہے کہ دوسری الہامی کتابیں ادنیٰ درجہ کی ہوں حالانکہ وہ سب ایک خدا کی کلام ہے اس میں ادنیٰ اور اعلیٰ کیونکر تجویز ہوسکتا ہے۔

(جواب) تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک باعتبار نفس الہام کے سب کتابیں مساوی ہیں **مگر باعتبار زیادت بیان امور مکملات دین** کے بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ پس اسی جہت سے قرآن شریف کو سب کتابوں پر فضیلت حاصل ہے

کیونکہ جس قدر قرآن شریف میں

امور تکمیل دین کے جیسے مسائل توحید

اور ممانعت انواع واقسام شرک

اور معالجاتِ امراضِ روحانی

اور دلائل ابطال مذاہب باطلہ

اور براہینِ اثباتِ عقائد حقہ وغیرہ بکمال شدّ ومدّ بیان فرمائے گئے ہیں وہ دوسری کتابوں میں درج نہیں۔

......

(شبہ) خدائے تعالیٰ نے حقائق اور معارف دینی کو اپنی ساری کتابوں میں برابر کیوں درج نہ فرمایا......

(جواب) **تو ایسا شبہ بھی صرف اس شخص کے دل میں** گزرے گا کہ جو وحی کی حقیقت کو نہیں جانتا...... **اصل حقیقت وحی کی یہ ہے کہ جو نزول وحی کا بغیر کسی موجب کے جو مستدعی نزول وحی ہو ہرگز نہیں ہوتا بلکہ ضرورت کے پیش آجانے کے بعد ہوتا ہے......** پہلی کتابوں کو وہ تمام وجوہ محرک وحی کے پیش نہ آئے اور قرآن شریف کو پیش آگئے۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 حاشیہ نمبر 2 صفحہ نمبر 74، 75)

عقائد حقہ معلوم کرنے کا یقینی، کامل اور آسان ذریعہ الہام الٰہی (قرآن کریم) ہے یا عقل؟

(سوال) وہ عقائد حقہ کیونکر ہمیں معلوم ہوں جن کے ذریعہ سے ہم حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچ جائیں۔

(جواب) ’’وہ یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ کہ جس سے بغیر تکلیف اور مشقت مزاحمت شکوک اور شبہات اور خطا اور سہو کے اصول صحیحہ معہ ان کی دلائل عقلیہ کے معلوم ہو جائیں اور یقین کامل سے معلوم ہوں وہ قرآن شریف ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 77)

(سوال): کیا مجرد عقل انسان کی معرفت اصول حقہ کے لیے یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ نہیں؟

(جواب): ’’ **غایت درجہ حکم عقل کا یہ ہے کہ وہ کسی شے کے موجود ہونے کی ضرورت کو ثابت کرے**......مگر ایسا حکم ہرگز نہیں دے سکتی کہ واقعہ میں یہ چیز ہے بھی۔ اور یہ پایہ یقین کامل کا کہ علم انسان کا کسی امر کی نسبت **ہونا چاہیے** کے مرتبہ سے ترقی کر کے ’ہے‘ کے مرتبہ تک پہنچ جائے تب حاصل ہوتا ہے کہ جب عقل کے ساتھ کوئی دوسرا ایسا رفیق مل جاتا ہے ...... اور وہ رفیق ...... ہر مقام اور موقعہ میں الگ الگ ہیں لیکن از رُوئے حصر عقلی کے تین سے زیادہ نہیں اور ان تینوں کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ

اگر حکم عقل کا دنیا کے محسوسات اور مشہودات سے متعلق ہو......تو اس وقت رفیق......**مشاہدہ صحیحہ** ہے کہ جس کا نام **تجربہ** ہے۔

اور اگر حکم عقل کا ان حوادث اور واقعات سے متعلق ہو جو مختلف ازمنہ اور امکنہ میں صدور پاتے رہے ہیں یا صدور پاتے ہیں تو اس وقت اس کا ایک اور رفیق بنتا ہے کہ جس کا نام **تواریخ اور اخبار اور خطوط اور مراسلات** ہے۔......

اور اگر حکم عقل کا **ان واقعات** سے **متعلق** ہو جو **ماوراء المحسوسات** ہیں......تو اس وقت اس کا ایک تیسرا فریق بنتا ہے کہ جس کا نام **الہام اور وحی** ہے۔

اور قانون قدرت بھی یہی چاہتا ہے کہ جیسے پہلے دو مواضع میں عقل ناتمام کو دو رفیق میسر آ گئے ہیں۔ تیسرے موضع میں بھی میسر آیا ہو۔ کیونکہ قوانین فطرتیہ میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔ بالخصوص جب کہ خدا نے دنیا کے علوم اور فنون میں کہ جن کے نقصان اور سہو اور خطا میں چنداں حرج بھی نہیں انسان کو ناقص رکھنا نہیں چاہا تو اس صورت میں خدا کی نسبت یہ بڑی بدگمانی ہوگی جو ایسا خیال کیا جاوے جو اس نے ان امور کی معرفت تامہ کے بارے میں کہ جن پر کامل یقین رکھنا نجات اخروی کی شرط ہے۔ اور جن کی نسبت شک رکھنے سے جہنم ابدی طیار ہے۔ انسان کو ناقص رکھنا چاہا ہے۔ اور اس کے علم اخروی کو صرف ایسے ایسے ناقص خیالات پر ختم کر دیا ہے کہ جن کی محض اٹکلوں پر ہی ساری بنیاد ہے

اور ایسا ذریعہ اس کے لیے کوئی بھی مقرر نہیں کیا کہ جو شہادت واقعہ دے کر اس کے دل کو یہ تسلی اور تشفی بخشے کہ وہ اصول نجات کہ جن کا ہونا عقل بطور قیاس اور اٹکل کے تجویز کرتی ہے وہ حقیقت میں موجود ہی ہیں اور جس ضرورت کو عقل قائم کرتی ہے وہ فرضی ضرورت نہیں بلکہ حقیقی اور واقعی ضرورت ہے اب جب کہ یہ ثابت ہوا کہ الٰہیات میں یقین کامل صرف الہام ہی کے ذریعہ سے ملتا ہے اور انسان کو اپنی نجات کے لئے یقین کامل کی ضرورت ہے اور خود بغیر یقین کامل کے ایمان سلامت لے جانا مشکل۔ تو نتیجہ ظاہر ہے کہ انسان کو الہام کی ضرورت ہے اور اس جگہ یہ بھی جاننا چاہیے کہ اگرچہ ہر یک الہام الٰہی یقین دلانے کے لیے ہی آیا تھا لیکن قرآن شریف نے اس اعلیٰ درجہ یقین کی بنیاد ڈالی کہ بس حد ہی کر دی۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 حاشیہ نمبر 4 صفحہ نمبر 79، 80)

’’ جو شخص دیکھے اسے معلوم ہو کہ قرآن شریف میں دو امر کا التزام اول سے آخر تک پایا جاتا ہے۔ **ایک عقلی وجوہ اور دوسری الہامی شہادت** ۔ یہ دونوں امر فرقان مجید میں دو بزرگ نہروں کی طرح جاری ہیں۔ جو ایک دوسرے کے محاذی اور ایک دوسرے پر اثر ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ عقلی وجوہ کی جو نہر ہے۔ وہ یہ ظاہر کرتی گئی ہے کہ یہ امر ایسا ہونا چاہیے جو اس کے مقابلہ پر الہامی شہادت کی نہر ہے۔ وہ بزرگ اور راستباز مخبر کی طرح یہ دلوں کو تسلی بخشتی گئی ہے۔ کہ واقعہ میں بھی ایسا ہی ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 حاشیہ نمبر 4 صفحہ نمبر 81)

’’ پس ثابت ہوا کہ یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ شناخت اصول حقہ کا اور ان سب عقائد کا کہ جن کے علم یقینی پر ہماری نجات موقوف ہے۔ صرف قرآن شریف ہے اور یہی ثابت کرنا تھا۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 حاشیہ نمبر 4 صفحہ نمبر 81)

وحی الٰہی کا سلسلہ جاری وساری ہے تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کس قسم کی وحی ختم ہوئی؟

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ویدوں کے پرمیشر کے بارے میں تحریر فرمایا کہ

’’ گویا اس کے پاس اتنا ہی الہام تھا جو وید میں خرچ کر بیٹھا۔ اور وہی سرمایہ تھا جو پہلے ہی بانٹ چکا تھا اور پھر ہمیشہ کے لئے خالی ہاتھ رہ گیا اور منہ پر مہر لگ گئی۔ اور ساری صفتیں اب تک بنی رہیں مگر تکلّم کی صفت صرف وید کے زمانہ تک رہی پھر باطل ہوگئی اور پرمیشر ہمیشہ کے لئے کلام کرنے اور الہام بھیجنے سے عاجز ہوگیا۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 100)

تو حاشیہ نمبر 9 میں ایک اعتراض اور اس کے جواب کو تحریر فرمایا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

(وسوسہ): ’’ شاید اس **جگہ کسی کے دل میں یہ وسوسہ اٹھے کہ** مسلمانوں کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ وحی حضرت آدم سے شروع ہوئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ سو اس عقیدہ کے رو سے بھی بعد زمانہ حضرت خاتم الانبیاء کے انقطاع وحی کا ہمیشہ کے لیے لازم آیا۔

(جواب): سو اس کے جواب میں یاد رکھنا چاہیے جو ہمارا ہندوؤں کی طرح ہرگز یہ اعتقاد نہیں جو خدا کے پاس اتنی ہی کلام تھی جتنی وہ ظاہر کر چکا بلکہ بموجب اعتقاد اسلام کے خدا کی کلام اور خدا کا علم اور حکمت مثل ذات اس کی کے غیر محدود ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (الکھف:110) یعنی اگر خدا کی کلام کے لکھنے کے لیے سمندر کو سیاہی بنایا جائے تو لکھتے لکھتے سمندر ختم ہو جائے اور کلام میں کچھ کمی نہ ہو۔ گو ویسے ہی اور سمندر بطور مدد کے کام میں لائے جائیں۔

رہی یہ بات کہ ہم لوگ ختم ہونا وحی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کن معنوں سے مانتے ہیں۔

سو اس میں **اصل حقیقت** یہ ہے کہ گو کلام الٰہی اپنی ذات میں غیر محدود ہے **لیکن چونکہ وہ مفاسد کہ جن کی اصلاح کے لیے کلام الٰہی نازل ہوتی رہی یا وہ ضرورتیں کہ جن کو الہام ربانی پورا کرتا رہا ہے۔ وہ قدر محدود سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس لیے کلام الٰہی بھی اسی قدر نازل ہوئی ہے کہ جس قدر بنی آدم کو اس کی ضرورت تھی** ۔ اور قرآن مجید ایسے زمانہ میں آیا تھا کہ جس میں ہر طرح کی ضرورتیں کہ جن کا پیش آنا ممکن ہے پیش آ گئی تھیں یعنی تمام امور اخلاقی اور اعتقادی اور قولی اور فعلی بگڑ گئے تھے اور ہر ایک قسم کا افراط تفریط اور ہر ایک نوع کا فساد اپنے انتہاء کو پہنچ گیا تھا۔ اس لیے قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی درجہ پر نازل ہوئی۔ پس انہیں معنوں سے شریعت فرقانی مختتم اور مکمل ٹھہری اور پہلی شریعتیں ناقص رہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 حاشیہ نمبر 9 صفحہ نمبر 101، 102)

’’ **ہاں اگر یہ فرض کیا جائے کہ** کسی وقت اصول حقہ قرآن شریف کے وید اور انجیل کی طرح مشرکانہ اصول بنائے جائیں گے۔ اور تعلیم توحید میں تبدیل اور تحریف عمل میں آوے گی۔ یا اگر ساتھ اس کے یہ بھی فرض کیا جائے جو کسی زمانہ میں وہ کروڑ ہا مسلمان جو توحید پر قائم ہیں۔ وہ بھی پھر طریق شرک اور مخلوق پرستی کا اختیار کر لیں گے۔ **تو بے شک ایسی صورتوں میں دوسری شریعت اور دوسرے رسول کا آنا ضروری ہوگا۔ مگر دونوں قسم کے فرض محال ہیں۔** قرآن شریف کی تعلیم کا محرف مبدل ہونا اس لئے محال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ (الحجر:10) یعنی اس کتاب کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ رہیں گے۔

سو تیرہ سو برس سے اس پیشینگوئی کی صداقت ثابت ہو رہی ہے۔ **اب تک قرآن شریف میں پہلی کتابوں کی طرح کوئی مشرکانہ تعلیم ملنے نہیں پائی۔ اور آئندہ بھی عقل تجویز نہیں کرسکتی کہ اس میں کسی نوع کی مشرکانہ تعلیم مخلوط ہو سکے۔** کیونکہ

لاکھوں مسلمان اس کے حافظ ہیں۔

ہزارہا اس کی تفسیریں ہیں۔

پانچ وقت اس کی آیات نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔

ہر روز اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔

اسی طرح تمام ملکوں میں اس کا پھیل جانا کروڑ ہا نسخے اس کے دنیا میں موجود ہونا۔

ہر یک قوم کا اس کی تعلیم سے مطلع ہو جانا۔

یہ سب امور ایسے ہیں کہ جن کے لحاظ سے عقل اس بات پر قطع واجب کرتی ہے کہ آئندہ بھی کسی نوع کا تغیر اور تبدل قرآن شریف میں واقع ہونا ممتنع اور محال ہے۔ اور مسلمانوں کا پھر شرک اختیار کرنا اس جہت سے ممتنعات سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس بارے میں بھی پیشین گوئی کر کے آپ فرما دیا ہے مَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ (سبا:50) یعنی شرک اور مخلوق پرستی جس قدر دور ہو چکی ہے پھر وہ نہ اپنی کوئی نئی شاخ نکالے گی اور نہ اسی پہلی حالت پر عود کرے گی۔ سو اس پیشین گوئی کی صداقت بھی اظہر من الشّمس ہے۔ کیونکہ باوجود منقضی ہونے زمانہ دراز کے اب تک ان قوموں اور ان ملکوں میں کہ جن سے مخلوق پرستی معدوم کی گئی تھی پھر شرک اور بت پرستی نے توحید کی جگہ نہیں لی۔ اور آئندہ بھی عقل اس پیشین گوئی کی سچائی پر کامل یقین رکھتی ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 حاشیہ نمبر 9 صفحہ نمبر 102، 103)

’’ اور جب کہ **فرقان مجید کے اصول حقہ کا محرف اور مبدل ہو جانا۔ یا پھر ساتھ اس کے تمام خلقت پر تاریکی شرک اور مخلوق پرستی کا بھی چھا جانا عند العقل محال اور ممتنع ہوا تو نئی شریعت اور نئے الہام کے نازل ہونے میں بھی امتناع عقلی لازم آیا۔ کیونکہ جو امر مستلزم محال ہو۔** وہ بھی محال ہوتا ہے۔ **پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں خاتم الرسل ہیں۔‘‘**

(براہین احمدیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 حاشیہ نمبر 9 صفحہ نمبر 103)

(باقی آئندہ)

بقیہ: نمازجنازہ حاضر و غائب ازصفحہ 14

اور تین داماد احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آغوش میں آئے۔ مرحوم موصی تھے۔

(8) مکرم عمر عزیز صاحب (ابن مکرم چوہدری عزیز اللہ صاحب۔ کینیڈا): 24 مئی 2014ء کو 31 سال کی عمر میں ایک حادثہ میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ الیکٹریکل انجینئر تھے۔ نمازوں کے پابند، جماعتی خدمت کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوان تھے۔ مرحوم کی شادی 9 ماہ قبل مکرم چوہدری آفتاب احمد خانصاحب کی پوتی سے ہوئی تھی جو کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے شعبہ ترسیل ڈاک میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ والدین یادگار چھوڑے ہیں۔

(9) عزیزم ابراہیم Isack (Phoenix۔ امریکہ): 3 اپریل 2014ء کو 24 سال کی عمر میں ایک کار ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کی والدہ نے جو کہ بہت مخلص اور لجنہ اماء اللہ کی ایک فعال ممبر ہیں، 27 سال قبل احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔ عزیز ایک مثالی خادم اور بہت اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ جماعت اور خلافت سے والہانہ تعلق تھا۔ ہمیشہ اس کوشش میں رہتے کہ ہر عمل میں آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں۔ نمازوں اور چندہ جات کی باقاعدگی سے ادائیگی کرنے والے اور جماعتی کاموں میں بھرپور حصہ لینے والے تھے۔ مسجد سے گہرا تعلق تھا۔ جو بھی جماعتی کام ان کے سپرد کیا جاتا تھا نہایت بشاشت سے سرانجام دیتے تھے۔ بہت نرم مزاج، کم گو، خوش مزاج، خدا ترس، ہر ایک سے پیار و محبت سے پیش آنے والے مخلص نوجوان تھے۔

(10) مکرمہ ہاجرہ بیگم طاہر صاحبہ (اہلیہ مکرم پروفیسر محمد عثمان صدیقی صاحب مرحوم سابق مبلغ اٹلی و مغربی افریقہ): آپ 25 مئی 2014ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گذار، دعا گو، قرآن کریم سے عشق رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ محلّہ کے بہت سے بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ خلافت سے والہانہ محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ ہر مالی تحریک میں حصہ لیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر142)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ اگست 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم میں سے چند واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے تمام احمدیوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور دشمنوں کے سرغنوں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

سرشمیر روڈ فیصل آباد میں مخالفت

چک نمبر 84 ج ب، ضلع فیصل آباد: اگست 2014ء: یہاں پر جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کچھ عرصہ سے کافی 'مستعدی' کے ساتھ جماعت کی مخالفت میں لگے ہوئے ہیں۔ مخالفت کرنے والوں کا یہ ٹولہ جامعہ مسجد سکول والی کے امام قاری سجاد احمد رضوی کی سرکردگی میں اپنی کارروائیاں کر رہا ہے۔ یہ لوگ 'اہلسنت والجماعت' ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ یہ ملّاں بھی علمی خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے حسبِ دستور جماعتِ احمدیہ کے لٹریچر میں موجود تحریرات کو سیاق وسباق سے ہٹا کر ایسے رنگ میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے کہ ان سے ایک مسلمان کا جذباتی ہو جانا یقینی ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عوام ردِّعمل کے طور پر بجائے اس کے کہ حقیقت جاننے کی کوشش کریں اور تحقیق کر کے یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ آیا جو باتیں احمدیوں کے خلاف کی جارہی ہیں وہ درست بھی ہیں یا نہیں احمدیوں کی مخالفت اور ان کو تکالیف پہنچانے پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ اس ملّاں کا یہ طریق کار ہے کہ ہر جمعہ کے دن وہ گاؤں کے کسی نہ کسی چوک پر ایک محفل کا انعقاد کرتا ہے جس میں وہ احمدیوں کے خلاف انتہائی سخت اور ناروا زبان کا استعمال کرتا ہے اور احمدیوں کے خلاف فتوے دیتا ہے کہ وہ کافر ہیں اس لیے واجب القتل ہیں!۔ مورخہ 8/اگست کو ملّاں نے اپنی اسی 'محفل' میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف نازیبا زبان استعمال کی اور محفل میں شامل عوام الناس کو احمدیوں کے خلاف کارروائی کرنے پر اکسایا۔

اس واقعہ کی رپورٹ مقامی پولیس اسٹیشن میں کر دی گئی جس پر کسی قسم کا کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔

یہ 10/اگست بروز اتوار کے دن کا واقعہ ہے کہ احمدیوں کے مخالفین کے گروپ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص شبیر یہاں کے خدام الاحمدیہ کے قائد عبدالواحد صاحب کے گھر گیا اور ان پر الزام لگایا کہ انہوں نے شبیر کی بیوی کو احمدیت کی تبلیغ کی ہے۔ عبدالواحد نے جوابًا کہا کہ انہوں نے ازخود شبیر کی اہلیہ کو تبلیغ نہیں کی بلکہ ان کی طرف سے احمدیوں کے بارے میں کچھ سوالات پوچھے جانے پر جواب میں جو کہا سو کہا۔ مزید یہ کہ انہیں ملکی قانون کے مطابق تبلیغ کرنے کی اجازت نہ ہے نیز جماعت نے بھی آج کل تبلیغ کرنے سے منع کر رکھا ہے۔ اس پر شبیر غصے سے کہنے لگا کہ احمدی کافر ہیں اور جھوٹے ہیں۔ اسی دوران ایک اور غیراز جماعت شخص رانا عبدالجبار وہاں پہنچے جنہوں نے شبیر کو عبدالواحد کے ساتھ ناروا سلوک نہ کرنے کی نصیحت کی۔

شبیر اس وقت تو چلا گیا لیکن تھوڑی ہی دیر بعد غصہ سے بھرے ہوئے لوگوں کا ایک ہجوم لے کر عبدالواحد کے گھر آن پہنچا۔ ہجوم نے عبدالواحد کے گھر کا داخلی دروازہ توڑ کر اندر داخل ہونے کی کوشش کی۔ یہ لوگ احمدیوں کو کھلے عام گالیاں دے رہے تھے۔ اس پر عبدالواحد کے ہمسائے میں رہنے والے تین غیر احمدی نوجوان اپنے گھروں سے ڈنڈے اٹھائے ہوئے نکلے اور جلوس کو وارننگ دی کہ تم لوگ ہمارے گھروں کے عین سامنے گالیاں دے رہے ہو اور فضول زبان کا استعمال کر رہے ہو، ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ اس پر وہ جلوس منتشر ہو گیا۔ اس دوران احمدیوں نے پولیس کا ایمرجنسی نمبر 15 ڈائل کیا اور پولیس سے مدد طلب کی۔ کچھ ہی دیر میں تھانہ ٹھیکری والا سے کچھ پولیس والے اور ایلیٹ فورس کے کچھ لوگ موقع پر پہنچ گئے۔

انسپکٹر پولیس نے عبدالواحد سے واقعہ کی تفصیلات پوچھیں تو انہوں نے اور یہاں کے مقامی صدر جماعت نے پولیس کو تفصیل سے بتایا کہ قاری سجاد یہاں ہر جمعہ کے دن احمدیوں کے خلاف جلسہ کرتا اور لوگوں کو احمدیوں کے خلاف اکساتا ہے۔ اس لیے ایک طرف لوگ ان کے گھر پر حملہ کرنے کے لئے پہنچے تو دوسری جانب شریف النفس غیراز جماعت دوست اسی جلوس کو منتشر کرنے کے لئے سامنے آئے۔

مقامی صدر صاحب جماعت نے انسپکٹر پولیس کو کہا کہ 'ہم پرامن لوگ ہیں اور اس گاؤں میں پرامن طریق پر رہتے ہیں۔ اگر گاؤں کے لوگ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے یا ہمارے ساتھ کوئی تعلقات نہیں رکھنا چاہتے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن ہمیں پرامن طریق پر یہاں رہنے کی اجازت ہونی چاہیے۔' اس پر انسپکٹر نے کہا کہ یہاں کے لوگ بھی یہی چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے معاملہ طے کرنے کے لئے فریقین کو 11/اگست کے دن تھانہ میں طلب کیا اور کہا کہ 'اگر دونوں فریق کسی تصفیہ کو نہ پہنچ سکے تو دونوں جانب سے چالیس پچاس لوگوں کو حوالات میں ڈال دیا جائے گا'۔ کتنا منصفانہ فیصلہ سنا دیا انسپکٹر نے۔ بہر کیف انسپکٹر کا شاید اس میں اتنا قصور نہیں کیونکہ یہ تو پنجاب پولیس کے کام کرنے کا خاص انداز ہے۔

جیسا کہ طے ہوا تھا جماعتِ احمدیہ کا بارہ رکنی وفد اگلے روز دس بجے صبح تھانہ پہنچ گیا۔ جبکہ فریقِ ثانی کا کوئی بھی نمائندہ وہاں نہ پہنچا۔ اس پر انسپکٹر نے فریقین کو شام پانچ بجے تھانہ حاضر ہونے کا عندیہ دیا۔ اس وقت غیر احمدی فریق بھی تھانہ پہنچ گیا۔ ایس ایچ او نے فریقین کے بیانات کو تسلی کے ساتھ سننے کے بعد ملّاں کو سخت الفاظ میں کہا کہ 'تم مسلمان ہو لیکن تم جھوٹ بول رہے ہو، جبکہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور وہ سچ بول رہے ہیں!'

بہرحال اس بیٹھک میں ایس ایچ او نے دونوں پارٹیوں کے درمیان صلح کروادی اور Stamped paper پر یہ گارنٹی لکھوائی کہ فریقین آئندہ نہ تو ایک دوسرے کے خلاف تقاریر کریں گے اور نہ ہی کسی کو دوسرے کے خلاف اکسائیں گے۔

یہ پولیس کی جانب سے ایک اچھا فیصلہ تھا بالمقابل ایسے فیصلوں کے جن میں پولیس بھی ملّاں کے دباؤ میں آکر مظلوم احمدیوں کی ہی سرزنش شروع کر دیتی ہے۔

ننکانہ صاحب میں احمدیت کی مخالفت

ننکانہ صاحب: صوبہ پنجاب کے ضلع ننکانہ صاحب میں احمدیوں کی مخالفت اور اُن پر ڈھائے جانے والے مظالم کی ایک تاریخ موجود ہے۔ یہاں پر بھی مخالفین کھلے عام احمدیوں کے خلاف جلسے کرتے اور جلوس نکالتے ہیں اور احمدیوں کو 'کافر' اور 'واجب القتل' قرار دینے کے فتاویٰ جاری کرتے ہیں۔ پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کو ہوا دینے والے ملّاں کھلے عام 'مسلمانوں' میں احمدیوں کو تکلیف پہنچانے اور انہیں قتل کر کے 'خدمتِ اسلام' کے بے مثال فریضہ بجالانے پر 'جنت کے ٹکٹ' تقسیم کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چند سادہ لوح لوگ سوسائٹی میں ہر لحاظ سے اپنا اعتماد کھو دینے والے ملّاں کی طرف سے دیے گئے جنت کے اس ٹکٹ کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور معاشرے میں بے سکونی اور تشدّد کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ اس تمام عمل کا حقیقی فائدہ کسے پہنچتا ہے یہ تو ہر عاقل بالغ قاری خود ہی سمجھ سکتا ہے۔

اسی پسِ منظر میں حال ہی میں ننکانہ صاحب میں دو واقعات رونما ہوئے جن کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

1۔ رمضان کے ابتدائی دنوں میں ایک احمدی نوجوان جو چک متابہ سے تعلق رکھتے ہیں ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر ٹرین کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک غیر احمدی نوجوان ان کے ساتھ آکر بیٹھا اور باتیں وغیرہ کرنے لگا۔ اس کے پوچھنے پر احمدی نوجوان نے بتایا کہ وہ صفدر آباد ریلوے اسٹیشن پر اترے گا۔ شاید غیر احمدی نوجوان کو معلوم نہ تھا کہ اس کا ساتھی احمدی ہے اسی لیے ٹرین میں چڑھنے کے بعد اس نے کسی کو فون ملایا اور باتوں باتوں میں کہنے لگا 'ہمیں قادیانی بالکل پسند نہیں، اور شاہکوٹ میں جو قادیانی ٹیچر ہے وہ تو بالکل بھی پسند نہیں۔ (فون کی دوسری جانب شخص سے مخاطب ہوتے ہوئے اس نے کہا) اس سلسلہ میں کچھ کرو! چاہے ان پر حملہ کرواؤ یا کوئی اور طریقہ آزماؤ۔

2۔ مورخہ 15/اگست 2014ء کو دو نامعلوم افراد نے شاہکوٹ کے صدر جماعت ڈاکٹر افضال احمد صاحب کے گھر کے دروازہ کو غیر معمولی طور پر زور زور سے کھٹکھٹاتے ہوئے کہنا شروع کر دیا 'ڈاکٹر کو باہر بھیجو'۔ اس پر ان کی بیٹی نے آنے والوں کو بتایا کہ ڈاکٹر صاحب گھر پر موجود نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک نے اس پر ڈاکٹر صاحب کا فون نمبر پوچھا۔ جس پر اسے بتایا گیا کہ ان کا فون نمبر تو گھر کے اوپر لگے سائن بورڈ پر موجود ہے۔ اس پر انہوں نے آپس میں بات کرتے ہوئے کہا کہ 'چلو ہم نے ایک گھر کی تو نشاندہی کر لی'۔ اس بات کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟ پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے حالات دیکھتے ہوئے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شرّ سے محفوظ رکھے۔

ایک احمدی کو مُلّاں کا دھمکانا

شاہدرہ، لاہور؛ 9/اگست 2014ء: شاہدرہ کے علاقہ فیکٹری ایریا کے صدر جماعت 'عبدالحیٔ' صاحب اپنے گیارہ سالہ بیٹے محمد طاہر کو ایک پرائیویٹ ہسپتال 'باجوہ ہسپتال' میں میڈیکل چیک اَپ کے لئے لے کر گئے۔ طاہر کو بخار ہو رہا تھا۔ فزیشن نے طاہر کے لئے بلڈ ٹیسٹ تجویز کیا جس پر دونوں باپ بیٹا ہسپتال کی لیبارٹری چلے گئے۔ کچھ دیر بعد جب عبدالحیٔ صاحب لیبارٹری سے ٹیسٹ کی رپورٹ لینے کے لئے جانے لگے تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میں رپورٹ لینے جا رہا ہوں، آپ یہاں ڈاکٹر کے کمرے کے سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھے رہو اور میرا انتظار کرو۔

اس کے بعد ایک مُلّاں وہاں آیا اور محمد طاہر کو وہاں موجود دیکھ کر اسے کہنے لگا: 'تم ایک مرزائی ہو، اپنے باپ کو بتا دو کہ حیا کرے اور مسلمان ہو جائے ورنہ ہم اسے بہت نقصان پہنچائیں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم سٹی ڈسٹرکٹ سکول میں پڑھنے کے لئے جاتے ہو۔ ہم تمہیں بھی قتل کر دیں گے۔ میں تمہیں 20/اگست تک کا الٹی میٹم دیتا ہوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم واپڈا کالونی میں رہتے ہو۔'

جب اس ملّاں نے عبدالحیٔ کو واپس آتے ہوئے دیکھا تو ہسپتال سے نکلتا بنا۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو کافی پریشان حال دیکھا۔ لیکن انہوں نے سوچا کہ بخار کی وجہ سے اس کی یہ کیفیت ہوگی۔ جب وہ گھر پہنچے تو یہ بچہ کافی دیر روتا رہا اور اپنے گھر والوں سے الگ تھلگ ہو کر بیٹھا رہا۔ اگلے دن جب طاہر کے والد نے اسے ایک اور ٹیسٹ کے لئے دوبارہ ہسپتال جانے کے لئے تیار ہونے کا کہا تو اس نے ہسپتال جانے سے انکار کر دیا اور رونا شروع ہو گیا۔ اس کی والدہ کے پیار سے پوچھنے پر اس نے گزشتہ روز گزرنے والا تمام واقعہ بیان کر دیا۔ اس نے اس ملّاں کا چہرہ مہرہ جو کچھ وہ بتا سکتا تھا بیان کیا اور بتایا کہ ملّاں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے اور اپنا سر اور داڑھی ایک بڑے رومال میں چھپا رکھی تھی۔

ملتان میں مخالفین کی مشکوک کارروائیاں

ملتان کا شہر بدنامِ زمانہ مجلس احرار کے مرکز اور ختمِ نبوّت کی سرگرمیوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ ماضی میں یہاں پر احمدیوں کو تکالیف پہنچانے یہاں تک کہ بعض کو شہید تک کر دینے کے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔

حالیہ واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ احمدیوں کی مساجد میں غیر احمدی لوگ کسی بہانے سے یا زبردستی داخل ہونے کی کوشس کرتے رہتے ہیں۔ یا ان کے اردگرد منڈلاتے رہتے ہیں تا کہ احمدیوں کی نقل وحرکت کو نوٹ کر سکیں۔ ان کی ان حرکات کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن بظاہر نظر ان کے ارادے نیک معلوم نہیں ہوتے۔

18/جولائی کو کسی شخص نے ایک نامعلوم نمبر سے ایک احمدی خادم کو فون کر کے کہا کہ 'میں تمہاری مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کروں گا'۔ اس نمبر کے بارے میں مزید تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ نمبر کسی بشیر احمد نامی شخص کے نام پر رجسٹرڈ ہے جس کے شناختی کارڈ کے مطابق اس کا عارضی و مستقل پتہ دونوں ملتان کے ضلع کے ہی ہیں۔ مزید یہ کہ یہ شخص مستقل بنیادوں پر لاہور، کراچی کے روٹ پر ٹرک میں ہوتا ہے۔ بہرحال اس واقعہ کے بعد احمدی مساجد و نماز سنٹرز میں سیکیورٹی کو مزید الرٹ کر دیا گیا۔

اس واقعہ کے چند دن بعد ایک شخص نے جو اپنا نام زاہد حمید بتاتا تھا مسجد 'بیت النور' گلگشت کالونی میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ جب اس سے مسجد میں آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ وہ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کے ڈاکٹرز کے بارہ میں کچھ معلومات لینا چاہتا ہے۔

اسی طرح کے ایک اور واقعہ میں مجید خان نامی ایک شخص نے احمدیہ مسجد بیت السلام میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ وجہ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ مربی صاحب ضلع سے ملنے کا خواہشمند ہے۔ اس کے بتائے ہوئے ایڈریس اور دیگر معلومات کے پیشِ نظر جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس کی دی گئی تمام معلومات غلط ہیں۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم چودھری عبدالرحیم خان صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8؍اکتوبر 2010ء میں مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں محترم چودھری عبدالرحیم خانصاحب (رئیس کاٹھگڑھ) کا ذکرخیر کیا گیا ہے۔

محترم چودھری عبدالرحیم خانصاحب 1901ء میں حضرت چوہدری غلام احمد خاںؓ آف کاٹھگڑھ کے ہاں پیدا ہوئے جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے 1910ء میں راجپوتوں میں تبلیغ کی خاطر صدر انجمن مسلمانان راجپوتانِ ہند مقرر کیا تھا۔ اس سے راجپوت قوم میں احمدیت کے نفوذ میں بہت مدد ملی تھی۔ 1924ء میں اُن کا انتقال ہوگیا۔

محترم چودھری عبدالرحیم خانصاحب نے ابتدائی تعلیم احمدیہ مڈل سکول کاٹھگڑھ میں حاصل کی۔ آپ بھی اپنے والد مرحوم کی طرح بہت ہی معاملہ فہم اور ذہین تھے۔ فیصلے برادری سے مشورے کے بعد کرتے اور برادری کے اتحاد کو مقدّم رکھتے۔ علاقہ کے سکھوں کے ساتھ دوستی بھی بہت تھی اور اگر کبھی محاذ آرائی کا موقع آیا تو ڈٹ کر مقابلہ بھی کیا۔ تقسیم ملک کے موقع پر بھی آپ کا رعب اور دوستی کام آئی۔ کسی سکھ نے حملے کا سوچا تک نہیں بلکہ آپ کی ساری برادری اہل کاٹھگڑھ کو اپنی کرپانوں کے سائے میں بڑی عزت کے ساتھ راہوں جالندھر کیمپ چھوڑ کر گئے۔

آپ شکار کے شوقین تھے۔ آپ نے ایک بار ایک چیتا مارا تھا جس پر آپ کو انگریز گورنمنٹ نے بطور انعام ہندوستان میں ہر جگہ شکار کرنے کا لائسنس مع بارہ بور بندوق دی تھی۔ چنانچہ قادیان سے شکار کے شوقین بعض دوست کبھی کبھی آپ کے مہمان بن جایا کرتے تھے۔

آپ نے اپنی برادری کی پاکستان میں آبادکاری میں حتی الوسع بہت امداد کی۔ زمینوں کے الاٹ کرانے میں حتی المقدور راہنمائی کی اور متعلقہ ذمہ دار افسران سے مل کر اپنی واقفیت اور اثر و رسوخ کے باعث سب کے جائز کام کروائے۔ اپنے گاؤں کے نمبردار بھی تھے۔ اپنے علاقہ میں جدید زرعی آلات سے کاشتکاری متعارف کروائی۔ نہر پر انجن لگواکر بالائی علاقے کی طرف زمین کو بھی سیراب کیا۔ 1955ء میں ٹریکٹر خریدا، لائیو سٹاک فارم بنایا، مرغی خانہ بنایا۔ وسیع علاقہ میں باغات بھی لگوائے۔ جدید قسم کے بیج محکمہ زراعت سے لے کر بوئے اور اچھی پیداوار حاصل کی۔ آپ پچاس پچاس ایکڑ میں مکئی اور کپاس کاشت کیا کرتے تھے جس کو اس علاقہ کے لوگ دیکھنے آتے اور آپ سے کاشتکاری سے متعلق مشورہ لیتے۔ علاقہ میں رانا قادیانی کے نام سے مشہور تھے۔ افسران بالا سے بھی آپ کے خوشگوار تعلقات تھے چنانچہ 1974ء کے فسادات میں آپ کے بدخواہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچاسکے۔

خاندان حضرت اقدسؑ کے ساتھ بہت پیار کے تعلق تھے۔ 1968ء میں جب آپ کے بیٹے کرنل منور احمد صاحب کی شادی ہوئی تو اُن کی اہلیہ (بنت مکرم غلام اللہ خاں صاحب ڈائریکٹر ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ پشاور۔ تمغہ قائد اعظم) کو حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ نے اپنی دعاؤں کے ساتھ قصر خلافت سے رخصت کیا۔

1971ء کی جنگ میں جب کرنل منور احمد صاحب انڈیا میں قید ہوئے تو اس وقت محترم چودھری عبدالرحیم خانصاحب کے کاٹھگڑھ میں موجود سکھ دوست کرنل صاحب کی خبرگیری کے لئے رانچی کیمپ جایا کرتے تھے۔ جب کرنل صاحب قید سے رہا ہوئے تو پہلے ساری فیملی حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضورؒ نے سب کی مہمان نوازی کی اور بہت ہی شفقت فرمائی۔

محترم چودھری عبدالرحیم خانصاحب اگست 1986ء میں وفات پاکر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد میں 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔

قبولیت دعا کا اعجازی نشان

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7 اکتوبر 2010ء میں مکرم افتخارالحق خان صاحب ایڈووکیٹ کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں قبولیت دعا کے اس اعجازی نشان کو بیان کیا گیا ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے درندہ صفت اغواکاروں سے ان کو قریباً 20 روز بعد رہائی عطا فرمائی۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ مَیں جب قید تنہائی میں تھا تو دل میں یہ خیال آتا تھا کہ اگر کبھی مجھے اپنے حالات بیان کرنے کا موقع ملے گا تو میں جو بات بھی بیان کروں تو اس میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی حمد ہوگی۔

19 مارچ 2010ء کی صبح تقریباً 8 بجے مَیں عدالت کے لئے تیار ہوکر اور اپنے تینوں بچوں کو سکول چھوڑنے کے لئے نکلا ہی تھا کہ یکدم ایک سوزوکی میری گاڑی کے سامنے آ کر رکی اور 2 افراد بمع کلاشنکوف اترے، میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور مجھے گاڑی کے اندر دھکیلتے ہوئے میری جیب سے سب کچھ نکال لیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

اغواکاروں نے مجھے جب اپنے ٹھکانے پر پہنچایا تو پوچھا کہ تم قادیانی ہو؟ مَیں نے کہا کہ میں احمدی ہوں۔ پھر پوچھنا شروع کیا کہ تم لوگ لٹریچر تقسیم کرتے ہو اور لوگوں کو قادیانی بناتے ہو۔ اس پر مَیں نے ان کو جماعت کے عقائد کے بارہ میں بتایا تو وہ کہنے لگے کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ یہ سلسلہ شروع کے تین چار دن تک جاری رہا اور ساتھ ہی مجھ پر ہنٹر اور مکّوں اور تھپڑوں کے ساتھ سختی بھی کرتے تھے۔

کوئٹہ کے حالات چونکہ کافی خراب تھے اس لئے مَیں نے اپنے بٹوہ میں بلوچستان کے ایک بہت بڑے سیاستدان کے ساتھ اپنی ایک تصویر رکھی ہوئی تھی جو کسی اخبار میں چھپی تھی۔ خیال یہی تھا کہ شاید کبھی حفاظتی نقطۂ نظر سے کسی کو دکھانی پڑ جائے۔ جب مجھ پر اغواکاروں نے سختی کی تو مَیں نے اُن کو کہا میرے بٹوے میں میری تصویر تمہارے فلاں سردار کے ساتھ ہے جس سے میرا اچھا تعلق تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے وہ تصویر دیکھی ہے اس میں تم نہیں ہو اور وہ تصویر ہم نے پھاڑ دی ہے۔ اُس وقت مجھے اندازہ ہوا کہ یہ تو دنیاوی بُت تھا اور صرف خدا ہی ہے جو ساتھ دیتا ہے اور وہی ہمارا اصل آسرا اور سہارا ہے۔

وہاں مجھے ہلکی آواز میں اور مختصر بات کرنے کی اجازت تھی۔ اغواکار مجھ سے قبل لوگوں کو اغوا کرکے تشدّد کرنے کے بعد جان سے بھی مار چکے تھے اس لئے میں ہر وقت موت کے لئے بھی تیار تھا۔ مجھے ہتھکڑیوں میں قریباً بیس دن آنکھیں بند کر کے رکھا گیا۔ تب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مجھے اپنی نیند سلایا اور ناامیدی کی حالت میں بھی مجھے مختلف طریقوں سے زندگی کی امید دلاتا رہا۔ مثلاً وہی ظالم لوگ ایک روز میرے لئے Mineral Water لائے اور کہا کہ ہم نے اس کی Seal نہیں کھولی کہ تم شک کروگے۔ کبھی مجھے کیلا کھلاتے کہ تمہارے ہاضمہ کے لئے اچھا ہے اور پھر اگر میں کھانا نہ کھاتا تو مجھے کہتے کہ تم کھانا کھایا کرو ورنہ کمزور ہو جاؤ گے۔ کسی روز مجھ سے پوچھتے کہ کب اور کیسا قہوہ پیو گے؟ اسی طرح کبھی کبھار اپنے گھریلو مسائل بھی بتاتے۔ مَیں جب انہیں دعا دیتا تو وہ کہتے کہ ہمیں دعا نہیں بددُعا دو، ہم تمہیں تمہارے بچوں کے سامنے اٹھا کر لائے ہیں۔ مَیں کہتا کہ مَیں تو رسول کریمؐ کا ماننے والا ہوں اور طائف کا واقعہ بھی انہیں سنایا کہ اتنی شدید تکالیف کے باوجود آپؐ نے دعا ہی دی تھی تو میں کیسے تمہارے لئے بددعا کرسکتا ہوں! مَیں اُنہیں کہتا کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بیشمار ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ اور یہ کہ تمہارے ساتھ کوئی واقعہ ہوا ہوگا جس کی وجہ سے تم اس برے کام میں پڑ گئے ہو۔ پھر جب اُنہیں کہتا کہ مجھ سے پیسے ضرور لو لیکن پھر رزق حلال والا کام شروع کرنا۔ تو وہ کہتے کہ یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ خدا نے ہماری روزی اسی کام میں رکھی ہے۔ پھر میری باتوں پر ہنستے۔ مجھے نماز نہ پڑھنے دیتے اور کہتے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تم بھی نہ پڑھو۔

مجھے کوئی علم نہ تھا کہ مجھے کس مقام پر رکھا گیا تھا اور باہر کے کیا حالات تھے۔ مَیں دنیا سے مکمل طور پر کٹا ہوا تھا۔ وہ مجھ سے ریکارڈنگ کروا کر میرے گھر والوں پر پریشر ڈالتے تھے اور مجھے کہتے تھے کہ جو لوگ تمہارے ساتھ پیسوں کے حوالے سے تعاون کرسکتے ہیں اُن کے نام بتاؤ۔ یہ بھی کہتے کہ لندن میں جو تمہارے سربراہ ہیں اُن سے بھی پیسہ منگواؤ۔ مَیں کہتا کہ ہم تو خدا کی راہ میں چندہ دینے والی جماعت ہیں۔

مجھے صبح کے وقت دو تین رَس اور قہوہ ملتا تھا اور صرف رات کو کھانا جس میں آدھی روٹی اور تھوڑا سا سالن ہوتا تھا۔ رات کو میرے ہاتھ باندھے ہوتے تھے اور آنکھیں بھی۔ زمین پر ایک نائلون کی چٹائی پر ٹھنڈی اور بدبودار دلائی اور سخت پتھر سے تکیہ پر مجھے سلایا جاتا۔ سخت قسم کی دھمکیاں انگلی کاٹ دینے کی اور جان سے مار دینے کی دی جاتیں۔ ان حالات میں اگر خدا تسلّی نہ دے تو یقیناً کوئی بھی شخص چاہے کتنا بھی ذہنی اور جسمانی طور پر مضبوط ہو، وہ سو نہیں سکتا۔ پھر کمرہ بھی ایسا تھا جس میں ہر طرف سے ہوا آتی تھی اور موسم شدید سردی کا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ پیار کا سلوک فرمایا کہ مَیں 19 دن اپنی بھرپور نیند سویا اور سخت تکالیف کے باوجود ذہنی طور پر مضبوط رہا۔ مجھے خیال آتا تھا کہ انہی لوگوں نے ہمارے ایک بہت پیارے اور مخلص احمدی دوست کو اغوا کرکے ایک ماہ بعد شہید کردیا تھا۔

19ویں روز اغواکار میرے پاس دن کے وقت آئے اور مجھے کہا کہ ہم آج تمہیں مار دیں گے اور تمہاری لاش تمہارے گھر والوں کو مل جائے گی۔ وہ لمحہ میری زندگی کا بہت ہی انوکھا تجربہ تھا۔ میرا سارا جسم سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخن تک شدید تکلیف میں مبتلا ہوگیا۔ مَیں اپنے خدا سے کہتا تھا کہ میرے پیٹ میں درد ہے اور نہ بخار اور نہ ہی میری انگلی کٹی ہوئی ہے پھر یہ تکلیف کیسی!۔ پھر مجھے خیال آیا کہ واقعی خدا کی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے اور اس وقت نہ مجھے اپنی ماں اور نہ ہی اپنے بیوی بچے اور نہ ہی بہن بھائی یاد آ رہے تھے اور مَیں محسوس کرتا تھا کہ یہ تکلیف اتنی سخت ہے تو قبر کا عذاب کتنا سخت ہوگا اور پھر دوزخ کی سزا بھی بہت سخت ہوگی۔

جب مغرب کی اذان ہوئی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ ایک دَم ایک بہت ہی پیار اور رحم کا سلوک کیا اور مجھے ایسے سکون ملنا شروع ہوگیا جیسے مَیں امن میں آ گیا ہوں۔ اسی دوران اغواکار اندر آئے اور اچانک مجھے کہا کہ ہم تمہیں چھوڑ رہے ہیں۔ پھر مجھے کسی جگہ لا کر انہوں نے کچھ پیسے دیئے کہ یہ رکشہ کا کرایہ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ 5 منٹ بعد آنکھوں سے پٹی اتار دینا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا، کچھ دیر سیدھا چلنے کے بعد ایک سڑک آئے گی، تم رکشہ لے کر اپنے گھر چلے جانا۔

جب مَیں گھر پہنچا تو ہر طرف اللہ تعالیٰ کے شکر اور حمد کا شور پڑ گیا اور سب خدا کے آگے سجدہ ریز ہوگئے۔ مجھے حضور ایدہ اللہ اور دنیا بھر میں ہونے والی دعاؤں کا علم ہوا۔ میری بہن نے مجھے بتایا کہ میری ماں نے 20 دن تک بستر نہ دیکھا تھا اور اپنے خدا کے حضور دعاؤں میں ہی لگی رہی تھیں۔ یقیناً یہ دعائیں ہی تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے قبول فرمایا۔ الحمدللہ۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8؍اکتوبر 2010ء میں مکرمہ امۃالباری ناصر صاحبہ کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

دیکھو تو اک انذار ہے موسم کی نظر میں
اے کاش کہ یاد آئے خدا خوف و خطر میں
زیبا نہیں انسان کو خالق کو بھلا دے
حد درجہ خسارہ ہے رعونت کے سفر میں
بنتے ہیں سزا اُن کے لئے پانی ہوا آگ
جو بندے خدا بن گئے خود اپنی نظر میں
جھٹکوں سے زلازل کے ہلاتا ہے زمیں کو
شاید کہ سعادت ہو کہیں نوعِ بشر میں
اب صدق سے آ جاؤ یہیں خیر ملے گی
اب چین اگر ہے تو مسیحا کے نگر میں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8؍اکتوبر 2010ء میں مکرم انور ندیم علوی صاحب کا شہدائے لاہور کے حوالہ سے کہا گیا کلام شامل اشاعت ہے۔ اس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

کتنی بدلی سارے گلشن کی فضا؟ کیسے کہوں
اُڑ گئی امن و سکوں کی فاختہ، کیسے کہوں
بے اماں ہیں سب پرندے کیا ہوا؟ کیسے کہوں
ہم صفیرو! آشیاں کیونکر جلا؟ کیسے کہوں
اک طرف وحشی درندے، اک طرف لب پہ دعا
تھا انوکھا کس قدر یہ معرکہ، کیسے کہوں
جاں نثاروں کی تھی آمد، قافلہ در قافلہ
اہل ربوہ حوصلہ در حوصلہ کیسے کہوں
ساتھ ہے خوشبو تمہاری اے شہیدانِ وفا!
تم بسے ہو روح میں تم کو جدا کیسے کہوں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 31, 2014 – November 06, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 31, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40	Yassarnal Quran
01:10	Inauguration Of Aiwane Tahir: Recorded on July 26, 2012.
02:35	Alif Urdu
03:10	Pushto Service
03:55	Shotter Shondane
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Quran
06:50	A Messsage Of Peace
07:50	Siraiki Service
08:20	Rah-e-Huda
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:35	Dars-e-Hadith
12:00	Live Friday Sermon
13:15	Seerat-un-Nabi
13:45	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:00	Yassarnal Quran
14:30	Shotter Shondhane
15:35	Aadab-e-Zindagi
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	A Message Of Peace [R]
19:20	Real Talk
20:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday November 01, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:15	A Message Of Peace
02:10	Friday Sermon: Recorded on October 31, 2014.
03:25	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 276.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Ansarullah UK Ijtema: Recorded on October 26, 2008.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time
09:00	Question And Answer session: Recorded on October 21, 1995. Part 1.
09:55	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Kuch Ya'adain Kuch Ba'tain
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Ansarullah UK Ijtema [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda
22:35	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday November 02, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55	Al-Tarteel
01:20	Ansarullah UK Ijtema
02:30	Story Time
02:55	Friday Sermon: Recorded on October 31, 2014.
04:05	Kuch Ya'adain Kuch Ba'tain
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 271.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:15	Yassarnal Quran
06:40	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat: Recorded on December 22, 2012.
07:50	Faith Matters
08:50	Question And Answer Session: Recorded on June 18, 1996.
10:00	Live Asr-e-Hazir
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on September 20, 2013.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:15	Yassarnal Quran
12:50	Friday Sermon [R]
14:00	Shotter Shondhane
16:20	Sayed Us Shuhada Hadhrat Imam Hussain (ra).
17:00	Kids Time
17:25	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat [R]
19:50	In-Depth
20:40	Roots To Branches
21:10	MTA Variety
21:45	Friday Sermon [R]
22:55	Question And Answer Session

Monday November 03, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat
02:30	Roots To Branches
02:55	Friday Sermon: Recorded on October 31, 2014
03:55	Shotter Shondane
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Address In European Parliament: Recorded on December 04, 2012.
07:45	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:00	International Jama'at News
08:35	Roohani Khaza'in Quiz
08:55	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on March 29, 1999.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on July 11, 2014.
11:05	Malayalam Service
11:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on January 16, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Malayalam Service
15:30	Ilmul Abdaan
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:30	Address In European Parliament [R]
19:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
19:30	Real Talk
20:30	Rah-e-Huda
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Malayalam Service
23:30	Roohani Khaza'in Quiz

Tuesday November 04, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Al-Tarteel
01:30	Address In European Parliament
02:25	Kids Time
03:00	Friday Sermon: Recorded on January 16, 2009.
04:00	Ilmul Abdaan
04:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 279.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on October 12, 2014.
08:00	MTA Variety
08:30	Australian Service
09:00	Question And Answer Session: Recorded on June 18, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on October 31, 2014.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service
15:40	Asr-e Hazir
16:40	Pakistan In Perspective
17:05	Sayed Us Shuhada Hazrat Imam Hussain (ra)
17:40	Yassarnal Quran
18:05	World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on October 31, 2014.
20:30	MTA Variety
21:00	Islami Mahino Ka Ta'aruf
21:30	Australian Service
22:00	Asr-e Hazir
23:10	Question And Answer Session [R]

Wednesday November 05, 2014

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:35	MTA Variety
02:55	Pakistan In Perspective
03:15	Australian Service
03:50	Sayed Us Shuhada Hazrat Imam Hussain (ra)
04:30	Pakistan In Perspective
04:25	Islami Mahino Ka Ta'aruf
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 274.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Lajna Ijtema UK: Rec. November 02, 2008.
08:00	Real Talk
09:05	Question And Answer Session: Recorded on October 21, 1995. Part 1.
10:00	Indonesian Service
11:00	Swahili Service
12:05	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on January 16, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail
16:10	Faith Matters
17:25	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Lajna Ijtema UK [R]
19:30	French Service: Horizons d'Islam
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan

Thursday November 06, 2014

00:05	World News
00:25	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:45	Al-Tarteel
01:20	Lajna Ijtema UK
02:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:00	Qisas-ul-Ambiyaa
03:55	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 277.
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Reception In Hamburg: Recorded on December 05, 2012.
08:15	In-Depth
08:45	Tarjamatul Quran Class: Rec. November 26, 1997
09:50	Indonesian Service
10:55	Japanese Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
12:50	Alif Urdu
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on October 31, 2014.
15:05	Kasre Saleeb
16:00	Persian Service
16:30	Tarjamatul Quran Class [R]
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Live Al Hiwar Al Mubashir
20:45	Faith Matters
21:45	Tarjamatul Quran Class [R]
22:50	Alif Urdu

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 24 October, 2014 | Issue No. 43

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ ری پبلک آف آئرلینڈ (Republic of Ireland) ستمبر 2014ء

مسجد مریم (گالوے) سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ کی تمام دنیا میں براہ راست نشریات۔

خطبہ جمعہ میں مساجد کی تعمیر کی غرض و غایت کا تذکرہ۔

نیشنل ریڈیو RTE One کے نمائندہ کا حضور انور سے انٹرویو۔ آئرلینڈ کے نیشنل اخبار The Irish Times کی نمائندہ کا حضور انور سے انٹرویو۔

ہماری مساجد سب کیلئے کھلی ہیں۔ ہمارا آج بھی امن کا وہی پیغام ہے جو ہم پہلے سے پوری دنیا میں دے رہے ہیں اور ہمارا پیغام دنیا کے تمام کناروں تک پہنچ چکا ہے۔

(حضور انور ایدہ اللہ کا اخبار کو انٹرویو میں پیغام)

مسجد مریم کی افتتاحی تقریب میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے یکصد سے زائد مہمانوں کی شرکت۔

- ...... مَیں اس بات کا گواہ ہوں کہ خلیفۃ المسیح بھی ایک جہاد کر رہے ہیں۔ لیکن آپ کا جہاد محبت سے بھرا ہوا ہے۔
- ...... اس مسجد کا نام 'مریم' رکھ کر بھی آپ نے اس بات کو اجاگر کیا ہے جو ہمارے اور آپ کے بیچ مشترک ہے۔ اور ایک دوسرے کے درمیان فرق تلاش کرنے کی بجائے اشتراک کو اہمیت دی ہے۔
- ...... جماعت احمدیہ آئرلینڈ میں انٹرفیتھ کانفرنس، قرآن کریم کی نمائشیں اور تبلیغی سٹال کا بہت ہی اعلیٰ رنگ میں انعقاد کر رہی ہے اور ان پروگراموں کے ذریعہ اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں دُور ہوئی ہیں اور معاشرے میں ہم آہنگی کو فروغ ملا ہے۔

(حضور انور کے خطاب سے قبل معزز مہمانوں کے ایڈریسز)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

26 ستمبر 2014ء بروز جمعۃ المبارک

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر دس منٹ پر مسجد مریم میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے آئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جمعۃ المبارک اور آئرلینڈ کی سرزمین پر جماعت احمدیہ آئرلینڈ کی پہلی مسجد مریم کے افتتاح کا دن تھا۔ آج کا دن جماعت احمدیہ آئرلینڈ کی تاریخ میں کئی لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل اور ایک تاریخی دن ہے۔ آئرلینڈ کی تاریخ میں یہ ان کا پہلا ایسا جمعہ تھا جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نئی تعمیر ہونے والی مسجد مریم میں پڑھایا۔ پھر یہ پہلا ایسا جمعۃ المبارک تھا جو ''مسجد مریم'' سے براہ راست دنیا بھر میں MTA انٹرنیشنل پر Live نشر ہوا۔ پھر یہ خطبہ ملک آئرلینڈ کے شہر Galway سے نشر ہوا جو ایک ایسے علاقے میں واقع ہے جو دنیا کا کنارہ کہلاتا ہے۔

آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔ ایک اور نئی شان کے ساتھ پورا ہوا ہے کہ خلیفۃ المسیح کی آواز دنیا کے اس کنارہ پر تعمیر ہونے والی ''مسجد مریم'' سے دنیا کے تمام ممالک اور دنیا کے تمام دوسرے کناروں تک پہنچی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے پہلے دورہ آئرلینڈ میں 17 ستمبر 2010ء کو ہوٹل Clayton کے ایک ہال میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا تھا۔

اگر دیکھا جائے تو Galway بھی ایک لحاظ سے دنیا کا کنارہ بنتا ہے۔ سمندر کے کنارے واقع ہے۔ Atlantic Ocean یا بحر اوقیانوس پر آتا ہے۔ اس کے بعد سیدھی لائن میں تو یورپ کے اور کوئی جزیرے نہیں ہیں۔ یہاں سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور اگر لائن کھینچیں تو سمندر کے بعد کینیڈا، امریکہ وغیرہ کے علاقے پھر شروع ہو جاتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے یہ بھی ایک کنارہ ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کو ایک مسجد بنانے کی انشاء اللہ تعالیٰ توفیق مل رہی ہے۔ تاکہ وحدانیت

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں